صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷۹	۱۲	یہ	یہ	.	.	.	.
۱۸۴	۸	شد	شو	.	.	.	.

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۲	۱۰	محالی	مجالی
۳۳	۲	حیرت	صورت
۷۴	۷	جملیکہ	حملیکہ
۷۶	۸	ہرستان	ہرشان
۷۶	۲	کمال قال	کما قال
۷۹	۴	ہستی	ہنسی
۷۹	۶	گریہہ جملہ	یہہ جملہ
۸۰	۲	حقیقت و	حقیقت
۸۰	۳	جود	وجود
۸۰	۶	بشہونہ	بشنونہ
۸۲	۷	تغحص	تصفح
۸۴	۲	وحدیت	وحدت
۸۴	۱۰	شود	نشود
۸۶	۲	یلیلن	یلیق
۸۷	۷	جزوکل	جزو و کل
۸۹	۳	عمر	عمرو
۸۹	۵	عم	عمرو
۸۹	۹	ہوپلید	ہو گیا پلید
۸۹	۱۰	ہر	پہر
۹۱	۱	چمک	چمکے
۹۰	۷	نہ	بہ
۹۰	۸	باز	از
۹۲	۵	توبتو	بتو
۹۲	۶	مستلزم	مطلق مستلزم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۰	۲	ہذہ لاعتبارات	ہذہ الاعتبارات
۷۳	۱	ہ	وہ
۱۰۵	۶	ہرایک	ہراک
۱۰۵	۷	ہرایک	ہرآک
۱۰۵	۸	مین	ہین
۱۰۹	۴	تعوت	نعوت
۱۱۱	۴	ہے	ہین
۱۱۱	۷	کی ہستی	کی ہے ہستی
۱۱۳	۱۰	پیس	لیس
۱۱۶	۱۲	اندسے	اندروکے
۱۱۷	۶	اورتبات	اوررتبات
۱۱۹	۴	مین	ہین
۱۱۹	۱۰	مین ظاہر	مین ہے ظاہر
۱۲۰	۵	سراین	سرحرف این
۱۲۰	۹	حق	خلق
۱۲۰	۱۰	باطر	باطن عالم
۱۲۱	۱۰	پاتا ہے	پایا ہے
۱۲۳	۱	ہے	[illegible]
۱۳۳	۱۱	درآئے	[illegible]
۱۳۴	۷	دائما در	د[illegible]
۱۳۴	۸	کار اند	در[illegible]
۱۳۵	۴	مین	ہی[illegible]
۱۳۸	۱	تعینے	ذ[illegible]
۱۳۸	۲	ہذا الا	ھک[illegible]

صحت نامہ لوائح جامی تجلیات دل

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۹	امیددون	امیدون	۳۳	۵	کتاب د	کتاب
۵	۸	ثۂ	پۂ	۳۶	۵	نسبتاین شریفہ	نسبت شریفہ
۹	۱۰	یجہہ	تجہہ	۳۶	۱۰	بطالت	بیطالت
۱۱	۵	ستی	مستی	۳۷	۷	مصرف	مصروف
۱۲	۱۱	روشس	روشن	۴۰	۶	اخیار	اغیار
۱۶	۷	نغمہ ران	نغمہ زن	۴۳	۳	باقی اللہ اللہ	باقی اللہ
۱۶	۱۰	نغمہ ر	نغمہ	۴۲	۸	فنا ورفنا	فناءِ فنا
۱۸	۲	توانگر	تونگر	۴۶	۳	ظہور	طیور
۲۲	۴	اجیاب	احباب	۴۷	۳	بہی	یہی
۲۳	۱۰	نہی	نتہی	۴۷	۴	حالی	خالی
۲۴	۸	من	بین	۵۲	۱۰	قوتی	فوتی
۲۴	۸	اسکا	جسکا	۵۲	۱۰	نہ تحت	و نہ تحت
۳	۱۰	[illegible]	کی	۵۴	۳	صِنۃً	صبغۃً
۴	۱۱	[illegible]	وبآن	۶۱	۲	کیفبت	کیفیت
۴	۲	[illegible]	دین	۶۱	۱۰	جاوہ	جلوہ
۵	۹	[illegible]	پہوٹی	۶۲	۴	مشتنع	مستقنع
۶	۳	رسم	نرسم	۶۳	۱	ذانی	ذاتی
۱۸	۲	درددل	دردل	۶۳	۱۱	نسبت	نسبتٗ
[illegible]	۴	تیرےمین	تیرے دل مین	۶۵	۳	ذاتِ	ذاتہ
[illegible]	۹	مین ہے حقیقت	مین حقیقت	۶۵	۵	نیکے	نیکی
[illegible]	۲	صباحت چہ کتنی	صباحت قدرچہ گئی	۶۶	۲	تو	تور
۳۱	۶	انسان سے	انسان مین	۶۶	۷	اتصافِ	اتصاف
[illegible]	[illegible]	جسم مین	جسم سے	۶۹	۱۰	[illegible]	[illegible]

مرضتُ عشقاً و متُّ هجراً فکیف اشکو الیک شکوا

فضیل[۳۵] و واحد[۳۶] و حسن بصری[۳۷] و خثیم[۳۸] شکلکشا ہمہ آن
دل محمد[۳۹] ناسر اید که روی تست انّما تولّوا

چه دور و نزدیک و لیست بالله چه هر چه پیر زن دگو
بر آستانت کمینه جامی مجال بودن ندید از آن رو

بکنج فرقت نشسته محزون بکوی محنت گرفته ماوا

نه بخت یاور نه عقل رهبر نه تن توانا نه دل شکیبا

نظام ملت بیسلی من نه جستم من بهر دست محمل
جمال حق شد جلال محمود و هم ز فقه دین سعید حاصل

محمد عارف چو آئینه شد دعا نفاعه بحسن کامل
زهی جمال تو قبله جان رحیم کوی تو کعبه دل

فان سجدنا الیک نسجد و ان سعینا الیک نسعی

بذوق عبدالحق رد و علی جلال دین تو مرا از بن در
ز شمس دین گشت سست صابر بکجا روم من بگو ز کلیر

عطا کنید چون فرید اینجا ز لطف گنج نبات و شکر
اگر بجرمم برانی از در روم گر تنم بشکنی سر

قسم بجانت که بر ندارم سر ارادت ز خاک آن پا

به قطب دین بختیار کاکی معین دین گفت سر باطن
رسید عثمان شاه هارون ز عمر حاجی شریف زندنی

ز خواجه مودود و ناصر الدین و بو محمد شده مبین
ز سر عشق تو بو ساکن ز بان ارباب

ز بے زبانی غم نهانی چنانکه دانی شده آشکارا

به بخت نازم ز خواجه احمد که بو اسحاق شد رسائی
خوش است درد که تلو ممشاد آن هبیره البود دلگی

دلم ربودی حذیفه مرعشی بلطف ادهم زد لربائی
بناز گفتی فلان کجائی چه بود حالت درین جدائی

یہہ سختی جو کہین ہوتی
باتون کی سوئی نہین پروتی

پردہ کو اوٹھا مٹک کے تب غیب
جب دیکھہ جمال صورت غیب
ہے اسکا جمال تیرے اندر
وہ جلوہ نہین ہے تجھسے باہر
دامن مین پاؤن کو چھپالے
سر اپنا جیب مین جھکالے

غم مین جو ہوا ہے تو کفن چاک
دل اپنا نکر سخن سے ناپاک
خاموش جو ہو نجات ہے ہیچ
گونگا جو بنے تو بات ہے ہیچ
لب کہول نہ تو کبھی سخن مین
مٹی پڑے اس ترے دہن مین

جامی اس دوست کا جو ہے غم
عالم کو نہ دے سے نہ کر اسے کم
اس شرح مین بند بس زبان کہہ
جو غیر ہوا اُس سے تو نہان کہہ
اس شرح کا خامشی جو ہے دام
حیلے سے ہمارا ہو گیا رام
جو رام ہوا اسکو رم نہ کیجیے
غفلت سے کہین اڑا نہ دیجے

[illegible]

رباعی

یکلحظه بهر یکی بعیب اندر کش　　وانگه بنگر ز جمال عیب اندر کش
چون جلوهٔ آن جمال بیرون ز تو نیست　　یا در دامان غیب عیب اندر کش

رباعی

ای کز غمش افتاده چاکت بکفن　　آلوده مکن ضمیر پاکت بسخن
چون لال تو این بود دگر نیست اثر　　لب را مگشا بنطق خاکت بدهن

رباعی

جام غم دوست بعالم ندهی　　با هر که نه دوست شرح آن غم ندهی
مرغ غم او بحیله شد با ما رام　　خاموش که مرغ رام را رم ندهی

تمت بالخیر

جانی کب تک سخن طرازی — افسون گری اور فسانہ بازی
ظاہر نہ سخن سے ہوں حقایق — باتیں ہیں یہ خیال ہی کے لائق
اے سادہ دل اپنی لے کب تک — خاموش ابا خیال کب تک

اس حرف و صوت میں ہے کیا ہے — پوشیدہ جو عیب ہے تو بہتر
اس نکتہ کو سن تو ہاں کہتا — بس عشق میں تیز ہوش ہونا
مقصد یہ سخن کا ہے پردا — باتوں سے تو ہے خموشی اولے

خاموش کہیں ہیں اسکے اسناد — افشان کب تک خروش تا چند
کیونکر اس گنج کے ہوں لآلی — کس طرح ملیں دُرِ حقایق
جب تک نہ بہم تن صدف ہو — دُرِ عرفان بکف نہ ہوگا

ا[illegible] سخن کے دل بیچ وسوسا — دانش ہے تو رکھ سخن کا ہی پاس
اسرار وجود کے نہ کھولو — اس بات میں منہ سے کچھ نہ بولو
واللہ یہ گوہر نہفتہ — الماس سخن سے ہو نہ سفتہ

رباعی

جامی تن زن سخن طرازی تا چند
افسون گری و فسانه سازی تا چند
اظهار حقایق بسخن هست خیال
ای ساده دل این خیال بازی تا چند

رباعی

در ژنده فقر عیب پوشی بهتر
در نکته عشق تیز هوشی بهتر
چون بر رخ مقصود نقابست سخن
از گفت و شنید با خموشی بهتر

رباعی

تا کی چو درا کردن افغان و خروش
یکدم بشنو ازین نهفته دری خاموش
گنجینه درهای حقایق نشوی
مادام که چون صدف نگردی همه گوش

رباعی

ای طبع تراگرفته وسواس سخن
میدار اگر اهل دلستی پاس سخن
بگشای زبان بکشف اسرار وجود
کین دُر نشود سفته بالماس سخن

سن بات جو ادق بیان ہے — اعیان کا جو فعل و صفت بیان ہے
اک وجہ سے ہی مضاف سب ہے — اور دوسری وجہ سے ہی رب ہے

تمثیل

مقصود یہ تھا عیار تو لے — مطلوب یہ تھا اشعار تو لے
پائے تنبیہ اس سے طالب — جتنے ہیں وجود کے مراتب
ان سب میں ہے نور حق کا سریان — ہے سب پہ محیط ذات سبحان
تا جتنے ہیں سالکان آگاہ — پائیں وہ طلب کی اس سے کچھ راہ
جس ذات پہ وہ نظر اٹھائیں — حق کا نہ جمال بھول جائیں
جس جس میں وہ وصف دیکھیں کامل — ہوں حق کے کمال سے نہ غافل
مقصود اس میں جو کچھ تھا کافی — مطلوب بیان ہے یہ وافی

کر کے بس مختصر یہ تقریر
کرتے ہیں چند رباعیات تحریر

رباعی

بشنو سخنی مشکل و سرّی مغلق
هر فعل و صفت که شد باعیان ملحق
از یک جهت انجمله مضافست بما
وز وجه دگر جمله مضافست بحق

تذییل

چون مقصود ازین عبارات و مطلوب ازین اشارات تنبیه بود بر احاطهٔ ذاتی حق سبحانه تعالی و سریان نور او در جمیع مراتب وجود تا سالکان آگاه و طالبان صاحب انتباه بشهود هیچ ذات از مشاهدهٔ جمال ذات او ذاهل نشوند و بظهور هیچ صفت از مطالعهٔ کمال صفات او غافل نگردند۔ و آنچه مذکور شد در ادای این مقصود کافی بود و تبیان این مطلوب وافی لاجرم برین قدر اقتصار افتاد و برین چند رباعی اختصار کرده شد۔

اعیان میں جو پہلے مندرج تھے	ظاہر کیے یاں کمال ان کے
یک فیض سے تیری بانتہی جو نقش	صد چند کیا انکو ہیں عطا بخش
یک فیض نے کی ادا سخاوت	ہر اک کو جدا بحسب قسمت
اول بازلی ہے فیض تیرا	آخر ابدی ہے فیض تیرا
ہیں تابعِ وجود کے کمالات	تابع جو وجود کے ہیں بالذات
سکتے ہیں وجودِ حق سے نسبت	رکھتی ہے اسیطرف اضافت
حق یہ ہے کہ وجودِ حق تعالیٰ	مجموع ہے دو تجلیوں کا
اور حق سے وجود کی اضافت ق	اسکے تابع کی بھی اضافت
اعیان کیطرف اگر نہ ہوتی	سمجھو کہ ہے دوسری تجلی
ہے وجہ کہ دوسری تجلی	ہرگز ترتیب پر نہ ہوتی
جب تک پہلی کے مقتضا تھے	جو رنگ کے اسمیں مندرج تھے
ہوتا نہ وجود کا جو فیضان	ہرگز ظاہر نہ ہوتے اعیان

رباعی

یک جو ز تو نقش بستہ صد گونہ گدا | یک جو ز نصیب ہر یکے دادہ جدا

آن جود نخستین ازلا بود و بر آن
این جود پسین است ترتب ابدا

پس اضافت وجود کمالات تابعہ مر وجود را
بحق سبحانہ تعالیٰ باعتبار مجموع تجلیین است و
اضافت وجود بحق و اضافتِ توابع آن باعیان
باعتبار تجلی ثانیست زیراکہ
مترتب نمیشود بر تجلی ثانی الا افاضہ بود
بر اعیان و اظہار آنچہ اندراج یافتہ بود
در ایشان بمقتضاء تجلی اول۔

حق ہی سے مضاف ہوگئے جانو / جز حق کے تو حق نہین کسیکو

اور بعض مقام مین ہے یہ بھی / جسکی توضیح شیخ نے کی

جو کچھ ہے مضاف حق سبحان / بس ہمارا وجود کا ہے فیضان

اور جو تابع وجود کے ہین / ثابت اعیان کی وجہ سے ہین

ہے ان مین جو اتفاق باہم / حق کی دو تجلیان ہین مبہم

علمی عینی ہوئی جو پہلی / فیض اقدس ہے وہ تجلی

یعنے اعیان کی صورتون مین / اُن کی سب قابلیتون مین

ازلاً حق کا ظہور اس جا / ہے علم کے مرتبہ مین پہونچا

اور دوسری اوسکی جو تجلی / ہوتی ہے شہادی و وجودی

موسوم باسم اصطلاحی / ہے فیض مقدس الٰہی

ظاہر ہے وجود حق سبحان / باحکم واثر برنگ اعیان

پہلی یہ مرتب ہو کے بدلی / علمی عینی ہے یہ تجلی

مر وجود را مضاف بحضرت حق است سبحانہ تعالیٰ و
در بعضی مواضع دیگر مشعر بآنکہ آنچہ مضاف بحضرت حق است
ہمین افاضۂ وجود است وبس - و توابع وجود از مقتضیات
اعیان ثابتہ است و توفیق میان این دو سخن آنست
کہ حضرت حق را سبحانہ دو تجلی است یکے علمی عینی کہ صوفیہ
تعبیر ازان بفیض اقدس کردہ اند - وآن عبارتست از
ظہور حق سبحانہ ازلاً در حضرت علم بر خود ش
بصور اعیان و قابلیات و استعداد ات ایشان - و دوم
تجلی شہادی وجودی کہ معبر میشو د بفیض مقدس وآن عبارت
است از ظہور وجود حق سبحانہ تعالیٰ منصبغ با احکام و آثار
اعیان و این تجلی ثانی مترتب بر تجلی اول است و مظہر است مر کمالاتی را
کہ تجلی اول در قابلیات و استعداد اعیان اندراج یافتہ بود -

تجلی تئیسوین

ہستی کی حقیقت اوسکی ہے ذات — وصف اوسکی شیون و اعتبارات

پائے ہین نسب لباس جن مین — اظہار اسکا ہوا ہے ان مین

فعل اور اثر کا اُسکے اظہار — ہے شکل تعینات آثار

ترتیب سے ہے ظہور انکا — جو عین مین تہا مستور انکا

خود ذات ہی کے شیون ہین یہی — اُتری وہ نشیمن سے کی تجلی

کونین مین جتنے ہین مظاہر — جلوے ہین اُسی کے انمین ظاہر

بس دیکھ یقین سے اے طلبگار — گر اپنی سمجھ مین ہے تو ہشیار

نکتہ یہہ مین نے جو کہا ہے — فعل و صفت اور ذات کیا ہے

تجلی چوبیسوین

ہین بعض فصوص شیخ اکبر — جن مین ہے کلام انکا اظہر

ممکن اعیان وجودہی کے — اور انکے وجود کمال تابعی کے

لائحہ سی و سوم

حقیقت ہستی ذات حضرت حق است سبحانہ تعالیٰ وشیون ونسب واعتبارات آن صفات او واظہار او مر خودش را متلبسہ بہذہ النسب والاعتبارات فعل وتاثیر او وتعینات ظاہرہ مترتبہ علی ہذا الاظہار آثار او

رباعی

خود را بشیون ذات آن پردہ نشین
شد جلوہ از مظاہر دنیی و دین
زین نکتہ کہ گفتم ای طلبکار یقین
ذات و صفت و فعل و اثر جملہ ببین

لائحہ سی و چہارم

کلام شیخ رضی اللہ عنہ در بعضی مواضع فصوص مشعر بآنست کہ وجود جمیع اعیان ممکنات وکمالات تابعہ۔

وجدانی ہو علم یا ہو ذوقی — عینیتِ علم مین ہے وہ بھی

یان تک اس علم کا ہے نقشا
موجود جہان کے ہین جو اشیا

عالم نہین جانتے ہو جن کو — بے علم سمجھ رہے ہین ان کو

در اصل ہے عینِ علم ان مین
لایق جو حال کے دیکھتا جن مین

ہین علم کے عین سبھی حالات — ایسے ہی صفات اور کمالات

سارے اعیان عین ذات تیری
موصوفون مین نہان صفات تیری

جیسے تیری ہے ذات مطلق — ویسی ہی تیری صفات مطلق

موجود جہان مین ذاتِ باری
تقید سے کچھ نہین ہے عاری

و در ضمن علم ذوقی و وجدانی عین علم ذوقی و وجدانی۔
تا غایتیکہ در ضمن علم موجوداتیکہ بحسب عرف ایشان را عالم نمیدارند۔ علمیست کہ لایق حال ایشان است۔
وعلی ھذا القیاس سائر الصفات والکمالات۔

رباعی

ای ذات تو در ذوات اعیان ساری
اوصاف تو در صفات شان متواری
وصف تو چو ذات مطلق است اما نیست
در ضمن مظاہر از تقید عاری

تجلی بتیسوین

اطلاق کی رو سے باصراحت | ہستی کی ہے جسطرح حقیقت
جملہ موجود مین ہے ساری | ہے ذات مین انکی بلکہ جاری
اس رنگ سے ہے سمائی ہستی | ان ذاتون مین عین ہی ہے انکی
ہستی جو تھی عین ذات کامل | ایسے ہی صفات بھی ہین شامل
جتنے موجود مین ہون اوصاف | ہستی کے بھی ساری انمین ہین صفات (اوصاف سریان)
موجود کے وصف ہونگے جتنے | وہ عین صفات انکے ہونگے
وصفِ کامل ہین وصف انکے موجود کر | عین اوصافِ کاملہ تھے
بس علم کا وصف علم ہی ہین | ہو عالمِ جزئیات اسی ہین
جو علم کہ اس جگہ ہے اسکو | وہ علم بجزئیات سمجھو
ایسا ہی ہے کلیات کا علم | جیسا کہ تھا جزئیات کا علم
فعلی ہو یا ہو انفعالی | عینِ علم اس سے ہے نہ خالی

لائحۂ سی و دوم

ہمچنانکہ حقیقت ہستی از جہت صرافت اطلاق خودش سارلیست در ذوات جمیع موجودات بحیثیتیکہ در ان ذوات عین آن ذوالست چنانکہ آن ذوات در وے عین وے بودند ہمچنین صفات کاملہ او لکلّہا۔ واطلاقہا۔ در جمیع صفات موجودات ساری اند۔ بمشابہ کہ در ضمن صفات ایشان عین صفات ایشان اند۔ چنانکہ صفات ایشان در ضمن آن صفات کاملہ عین آن صفات کاملہ بودند مثلاً صفت علم در ضمن علم عالم بکلیات عین علم بکلیات و در ضمن علم فعلی و انفعالی عین علم فعلی و انفعالی۔

جو عرف ہے از قبیل پانی
اس علم کی ہے مثال پانی

پانی کو تو علم کچھ نہین ہے
پر اسکو تمیز ہر کہین ہے

یعنی کہ بلندیون سے بہنا
اور پست جگہ مین جمع کے رہنا

یہہ خالی مسام مین در آئے
جاذب اجسام مین در آئے

اونچے سے اس کا ہے گذرنا
پستی مین جوف کو ہے بہرنا

خاصیت علم بہی ہے ایسی
قابل اسکے ہو چیز جیسی

لیکن ہے علم کی یہہ حالت
ظاہر ہے بصورتِ طبیعت

ایسا ہی علم کا بھی جریان
جملہ موجود مین ہے یکسان

بلکہ جتنے ہین سب کمالات
تابع جو وجود کے ہین بالذات

علم اور وجود کی سرایت
موجود مین ہے بلا نہایت

ہستی مین صفات ہین جو نہان
اعیان مین ہے انکا پورا سامان

جو وصف کہ عین کے تھا قابل
ظاہر ہوا حسب عین کامل

و از قبیل قسم ثانی آبست مثلاً که بحسب عُرف آنرا عالم نمیدانند اَمّا می‌بینیم اُورا که تمیز میکند میان بلندی و پستی و از بلندی عدول میکند و بجانب پستی جاری میگردد و همچنین در خلل جسم متخلخل نفوذ میکند و ظاهر جسم متکاثف را ترطیب میکند و میگذرد الی غیر ذلک پس این خاصیت علم است جریان وے بر مقتضاے قابلیت قابل و عدم مخالفت با آن اما درین قسم علم در صورت طبیعت ظاهر شده است علیٰ هذا القیاس۔

سرایت العلم فی سائر الموجودات ای سرایته جمیع کمالات التابعیه للوجود فی الموجودات باسرها

رُباعی

هستی بصفاتیکه درو بود نهان
دارد سریان در همه اعیان جهان
هر وسعت زمینیکه بود قابل آن
بر قدر قبول عین گشتست عیان

غالب آئین جو حکم امکان — وان علم و وجود کا ہے نقصان

اس حکم کی خاص ہے جو خصلت — ہے علم کی جس سے تابعیت

ہوکر احکام ہی کا شامل — وہ خاص وجود پر ہے عامل

صدر الدین قونوی کا فرمان — تمثیل کی حیثیت سے ہے یان

ورنہ جتنے ہین یہ کمالات — تابع ہین وجود کے بدرجات

قدرت اور حیات اور ارادت — مثل علم انکی بھی ہے حالت

بعضون کا بیان ہے یہ عالی — موجود نہ علم سے ہے خالی

اشیاء موجود ہین جو ساری — کوئی نہین علم سے ہے عاری

پر علم کی وجہ دو ہین معروف — موصوف ہی اور نہین موصوف

اک عرف سے علم یہ کہین ہے — اک عرف سے علم ہی نہین ہے

علم اہل شہود کو نمایان — ہے انکی نظر مین دونون یکسان

یعنے یہ علم ذات باری — جملہ موجود مین ہے ساری

و در ہر حقیقت کہ احکام امکان غالب تر وجود علم ناقص تر
و غالبا کہ خصوصیت حکم تابعیت علم مر وجود را کہ در
کلام شیخ واقع شدہ است بر سبیل تمثیل است الا جمیع
کمالات تابعہ مر وجود را چون حیات و قدرت
و ارادت و غیرہا ہمین حالست و قال بعضہم
قدس اللہ تعالے اسرارہم ہیچ فردے از افراد
موجودات از صفت علم عاری نیست اما علم بر دو
وجہ است یکے آنکہ بحسب عرف آنرا علم می گویند
و دیگرے آنکہ بحسب عرف آنرا علم نمیگویند ۔
و ہر دو قسم پیش ارباب حقیقت از مقولہ علم است
زیرا کہ ایشان مشاہدہ می کنند سرایت علم
ذاتی حق را سبحانہ تعالیٰ در جمیع موجودات ۔

تجلی اکتیسوین

صدر الدین شیخ قونوی کا
فرمان نصوص مین ہے ایسا

ہے علم وجود ہی کا تابع
اس معنی پر یہہ ہوگا نافع

رکھتی ہے وجود جو حقیقت
ہوگا علم اسکو فی الحقیقت

پر حسب تفاوت حقایق
ہوگا وہ علم اسکے لایق

جسکے قابل وجود ہو یان
خواہ اسمین کمال ہو کہ نقصان

جیسا ہو وجود جسکے قابل
ویسا ہے یہ علم اسپر عامل

قابلیت علم گر اہم ہو
اسمین وہ کمال بھی اتم ہو

گر علم وجود ہو نہ خالص
اسوجہ سے وصف بھی ہو ناقص

امکان و وجوب مین بالاتمام
غالب مغلوب ہین یہ احکام

ظاہر جو ہی فرق فی الحقیقت
بس ہے یہی باعث تفاوت

احکام وجوب ہون جو عامل
اسجا ہے وجود و علم کامل

لائحۂ سی و یکم

شیخ صدرالدین قونوی قدس اللہ تعالیٰ سرہ در کتاب
نصوص میفرماید کہ علم تابعست مر وجود را بآن معنی کہ
ہر حقیقتے از حقایق را کہ وجود است علم است و تفاوت
علم بحسب تفاوت حقایقست در قبول وجود۔ کمالاً
و نقصاناً پس انچہ قابلست مر وجود را علی الوجہ الاتم و
الاکمل قابلست مر علم را علی ہذا الوجہ و انچہ قابل است
مر وجود را علی وجہ الانقص متصف است
بہ علم علی ہذا الوجہ و منشاء این تفاوت
غالبیت و مغلوبیت احکام وجوب و
امکانست در حقیقتے کہ احکام وجوب
غالبتر انجا وجود و علم کاملتر۔

مثلاً میوے ہین جتنے سڑتے — سردی کے سبب سے ہین بگڑتے
در اصل تو حال یہہ نہین ہے — میوے کا کمال یہہ نہین ہے
بلکہ سردی ہے اسپہ عامل — جو اسکے کمال کی ہے حایل
ایسی ہی مثال قتل کی ہے — جسمین پوری بدی بھری ہے
قاتل کی نہین کچھہ اسمین تقصیر — جسکی قدرة مین کب ہے تاثیر
کاٹی نہین اسکو تیغ قاتل — مقتول کا عضو ہے قابل
بلکہ اک امر عارضی ہے — جو وجہ زوالِ زندگی ہے
امر عدمی کو ماننے کی — ایسی تو مثالین ہین بہت سی

اے دل ہے جہان وجود کی سیر — یہہ جان ہے محض خیر ہی خیر
شر مین عدمیتِ اتم ہے — جب ہو نہ وجود وہ عدم ہے

یان عین وجود خیر پر ہے
بس غیر کے مقتضا سے شر ہے

که برد مثلاً مفسد ثمار و شر است نسبت با ثمار تربیت
او - نه ازان جهت است که کیفیتے از کیفیات است
زیرا که او زین جهت کمالیست از کمالات بلکه ازانجهت
است که سبب شده است مر عدم وصول ثمار را
بکمالات لایقه خود و همچنین قتل مثلاً که شر است شریت
او نه از جهت قدرت قاتل است بر قتل یا قاطعیت آلت
یا قابلیت عضو مقتول مر قطع را بلکه از جهت زوال
حیاتست و آن امریست عدمی الیٰ غیر ذالک
من الامثلة -

رباعی

هر جا که وجود کرده سیرست ای دل — میدان بیقین که محض خیرست ای دل
هر شر ز عدم بود عدم غیر وجود — پس شر همه مقتضای غیرست ای دل

احیاناً بعض مین بدی ہو | یا کچھ نقصان عارضی ہو
کوئی عدمیت امر کی ہے | خود ان مین ہی بات کچھ بری ہے
اک حال پہ ہے وجود قایم | ہے خیر ہی خیر محض دایم
جو بات وجود مین ہو شر کی | اور ہمکو بری دکھائی دیتی
وہ اور وجود کا عدم ہے | جسمین عدمیت اتم ہے
تم اصل وجود کو نہ جانو | ہر خیر کے جسمین کچھ نہ شر ہو

خیر اور بھلائیان ہین جتنی -
جملہ ہین یہہ وصف ذات باری

شر اور بدی کے اتصافات | ہین وجہ قصور قابلیات
دعوی حکما کا ہے یہ اکثر | بس خیر وجود ہے سراسر

اثبات مین کی بہت صراحت
دی ہے تمثیل با وضاحت

پس اگر احیاناً در بعضے از انہا شرے و نقصانے واقع
باشد از جہت عدمیت امرے دیگر تواند بود زیرا کہ وجود
من حیث ہو وجود خیر محض است و از ہر امر وجودیکہ شری
متوہم میشود بواسطہ عدمیت امر وجودے دیگر است
نہ بواسطہ آن امر وجودی من حیث ہو امرٌ وجودیٌ۔

رُباعی

ہر نعت کہ از قبیل خیر است و کمال
باشد ز نعوت ذات پاک متعال

ہر وصف کہ در حساب شر است و وبال
دارد بقصور قابلیات مآل

حکما در آنکہ وجود خیر محض است ۔ دعوے
ضروری کردہ اند و از برائے توضیح مثالی
چند آوردہ و گفتہ ۔

جب خود معدوم ہے تیری ذات
اپنے افعال میں نہ کر بات

مرغوب مثل مزہ سے سُنیئے
چہت ہیلے جما کے نقش کہینچیے

حاسد کے بہروسہ اپنی توصیف
تجھ میں کب تک رہے ہے یہہ تعریف

چیز ایسی گھٹی ہوئی دکھائے
کب تک یہ غلط رواج پائے

معدوم ہے تو بجالِ ہستی
فاسد ہے تیرا خیال ہستی

تجلی تیسوین

ظاہر ہین مظاہرون مین ہر حال
سب ان کے صفات اور افعال

حق سے ہین مضاف فی الحقیقۃ
ظاہر سب مین ہے ایک صورت

رباعی

چون ذات تو منفی بود ای صاحب ہش
از نسبت افعال بخود باش خمش
شیرین مثلی شنو مکن روی ترش
ثبت العرش اولاً ثم النقش

رباعی

وصافی خود بر خصم حاسد ملکی
ترویج چنین متاع کاسد تا کی
تو معدومی خیال ہستی از تو
فاسد باشد خیال فاسد تا کی

لائحہ سیوم

چون صفات و احوال و افعال کہ در مظاہر ظاہر است
فی الحقیقت مضاف بحق ظاہر در آن مظاہر است

جو فعل کہ عین میں ہے ظاہر — اُس فعل پہ اُسکا رب ہے قادر
اور عین ہے مطمئن اُسی پہ — یہہ فعل مضاف ہے کسی پہ
بندہ کا یہہ فعل اور یہہ قدرت — ان سبکو مجاز سے ہے نسبت
بندہ تو بادی النظر ہے — حق آپ ہی اس میں جلوہ گر ہے
پس فعل ہوا ہے حق سی منسوب — بالکل بندہ سی ہے یہہ مسلوب
قرآن میں پڑہکے پاؤ عبرت — سینتیسوین سورہ کی ہے آیت

وَاللّٰہُ خلقکم بما تعملون

تمکو اور یہہ عمل تمہارے — حق نے پیدا کئے ہیں سارے
تمکو کاموں سے ہے جو نسبت — حق ہی کی ہے اُنمین ساری قدرت

ہم سے ہستی ہے پوری مسلوب — یان نیستی عاجزی ہے مطلوب

منسوب جو فعل عبد یان ہے
رب عبد کی شکل مین عیان ہے

لا فعل للعین بل الفعل الّذی بہا فیہما فاظہامت العین ان یضاف الیہما فعل پس نسبت وقدرۃ و فعل بندہ از جہت ظہور حق است بصورت او نہ از جہت انفس او واللہ خلقکم وما تعملون میخواں وجود قدرت و فعل خود را از حضرت بیچون میدان۔

رباعی

از ما همه عجز و نیستی مطلوبست
هستی و توان نہ با ما نسبت
این اوست پدید آمده در صورت ما
این قدرت و فعل از آن با ما نسبت

	شعر	
کُلٌّ فِی الْکُلِّ جو مسئلہ ہے		جانے وہی جسکو حوصلہ ہے
یعنی ہر شئے مین کل ہی داخل		داخل ہر شئے مین شئے ہی کل
فرمان جناب گلشن راز		جاری جسکے ہین نغمہ پرداز
دل کو قطرہ کے تم جو چیرو		تو صاف سمندر اسمین دیکھو
ہستی جو ہے عین فرانہ سبحان		سب اُس مین وہ سب مین ہے نمایان

عارف نے کہا ہے کرکے تمیز
ہر چیز مین مندرج ہے ہر چیز

تجلی انتیسوین

جو فعل کسی سے گر ہو صادر
دراصل وہ فعل حق ہے ظاہر

قول شیخ علیہ رحمہ　　ہے نسبت حکمت علیہ

وہذا قیل کل شیٔ فیہ کل شیٔ صاحب گلشن راز گوید

شعر

دل یکقطرہ را گر بر شگافی
برون آید ازو صد بحر صافی

رباعی

ہستی کہ بود ذات خداوند عزیز
اشیا ہمہ در وی اند و وی در ہمہ نیز
اینست بیان آنکہ عارف گوید
باشند ہمہ چیز مندرج در ہمہ چیز

لائحہ بیست و نہم

ہر قدرت و فعل کہ ظاہر از مظاہر صادر میشود از ایشان در نماید فی الحقیقہ از حق ظاہر در ان مظاہر ظاہر است نہ از مظاہر شیخ رض در حکمت علیہ میفرماید -

موجین لیتا ہوا سمندر ۔ باطن سے ہے بحر ہی کے باہر
اس بحر سے موج ہی عیان ہے ۔ پر موج مین بحر خود نہان ہے

تاریک جہان مین ہے حق کو ۔ مثل آب حیات دیکھو
مچھلی مچھلی بھرا ہے دریا ۔ مچھلی سے ہی چھپا ہے دریا

جو شئے جس چیز مین ہے ظاہر ۔ ظاہر ہے وہ بغیر مظہر
یعنے ظاہر کچھ اور ہو گا ۔ مظہر کا اور طور ہو گا

ظاہر مظہر مین ہے جو صورت
وہ ذات نہین نہ ہے حقیقت

لیکن ہے وجود ہستی حق ۔ خود ذات ہی فرآتے وہ مطلق
سب جا ہستی حق ہے ظاہر ۔ ظاہر ہی بنا ہے یان مظاہر

یعنی کہ ہین جسقدر مظاہر
مطلق ہستی ہے انمین ظاہر

رباعی

بنگر بجهان سرّ الهی پنهان | چون آب حیات در سیاهی پنهان
پیدا آید به بحر ماهی انبوه | شد بحر در انبوهئی ماهی پنهان

هرگاه که چیزے در چیزے نموده میشود ظاهر غیر مظهر است یعنی ظاهر دیگر و مظهر دیگر است و ایضاً انچه نموده میشود از ظاهر در مظهر شبح و صورت است نه ذات و حقیقت الا وجود حق و هستئ مطلق که هر جا که ظاهر است عین مظاهر است و در همه مظاهر بذاته ظاهر۔

یہہ اصل عدم پر اپنے قایم — تھے اور ہین اور رہینگے دایم

موجود جو کچھہ ہے فی الحقیقت — بس ایک وجود کی حقیقت

لیکن اعیان کے ہین یہہ احکام — ظاہر ہین لباس مین بالاتمام

احکام اعیان جدا نہین ہین — کچھہ ایک سے اک سوا نہین ہین

کیونکہ یہہ بطون اور مخفی — ہین سارے لوازم وجودی

بس اصل وجود کی حقیقت — وحدت مین ہے اپنی فی الحقیقت

جس حال مین تھی ازل سے جیسی — ویسی ہی وہ تا ابد رہیگی

محجوب جو ہے بچشم اغیار — ہین اوسکے سبب یہہ قید و آثار

وان ایک وجود تھا جو پنہان — تعداد کثیر سے ہے نمایان

ہے ذات وجود اک سمندر — بے پایان موج زن ہے یکسر

جیسے کیا بحر کا تماشا — جز موج کے اوسمین کچھہ نہ دیکھا

دریا کے بطون سے نمایان — بس موج ہی موج کا ہے سامان

وهمیشه بر عدمیّت اصلی خود بوده اند و خواهند بود
وانچه موجود و مشهود است حقیقت وجود است اما
باعتبار تلبس باحکام و آثار اعیان نه از حیثیت تجرد
از انها زیرا که ازین حیثیت بطون و خفا از لوازم اوست
پس فی الحقیقت حقیقت وجود همچنان بر وحدتِ حقیقی خود است
که ازلاً بوده و ابداً خواهد بود - اما بنظر اغیار بسبب
احتجاب بصورت کثرت احکام مقید و متعین در
می آید متعدد و متکثر مینماید -

رُباعی

بحریست وجود جاودان موج زنان
زان بحر ندیده غیر موج اهل جهان
از باطن بحر موج بین گشته عیان
بر ظاهر بحر و بحر در موج نهان

جو رفع حجُب سے جلوہ گر ہو　　وان جمع کتب نہ کارگر ہو
گو تو نے بہت کتب کیے جمع　　پر تیرے حجب نہون کبھی رفع
الفت کا نشہ بُری بلا ہے　　اس طیّ کتب سے کیا ملا ہے
گر دان کتابین ساری جاکر　　وہ مصحفِ رخ مطالعہ کر
اللہ کیطرف رخ اپنا پھیر　　توبہ کرنے مین کر نہ کچھہ دیر

تجلی ستائیسوین

وحدت کے حجاب مین ہین مقید　　وحدت نے نقاب مین ہے تعدد
وحدت کا ہوا ظہور جس دم　　ظاہر مین وجود پائی اسم
لیکن اعیان کے حکم و آثار　　ہے شکل وجود مین نمودار
جو حضرتِ علم مین ہین مخفی　　اور علم ہے باطن وجودی
محجوبون کو یہ ہے نمایان　　خارج مین عیان ہوئے ہین اعیان
حالانکہ وجودِ خارجی کی　　بو تک اعیان کو نہ پہونچی

رباعی

در رفع حجب کوش نہ در جمع کتب — کز جمع کتب نمیشود رفع حجب

در طی کتب کجا بود نشئہ حب — طی کن ہمہ را و عد الی اللہ و تب

لائحہ بست و ہفتم

عظیم ترین حجابی وکثفت ترین نقابی جمال وحدت حقیقی را تقییدات و تعدداتیست کہ در مظاہر وجود واقع شدہ است بواسطۂ تلبس آن باحکام و آثار اعیان ثابتہ در حضرت علم کہ باطن وجود است و محجوبان را چنان مینماید کہ اعیان موجود شدہ اند در خارج و حال آنکہ بوی از وجود خارجی بمشام ایشان نرسیدہ است۔

واللہ یقول حق ہے آیت
حق بات ہے حق سنانیوالا

سید ہے رستہ کی ہے ہدایت
سیدہا رستہ بتانیوالا

تحقیق معانی جنون سے
حاصل نہوا ان عبارتوں سے

اٹھہ جائے جو قید اعتبارات
معنی نجائین خود عبارات

بیماری جہل تجہہ مین گرہو
کوئی نسخہ نہ کارگر ہو

قانون شفا بھی ہو فقتولات
تجھکو نہ نجات دین اشارات

قانع نکرین تجھے مواقف
ہوگا نہ مقاصد سے واقف

جب تک نہ حجاب دور ہوگا
کب سامنے حق کا نور ہوگا

پردہ نہ اٹھائینگے مطالع
انوار خدا ہونگے طالع

از اقامت دلیل واللہ یقول الحق
و ہو یہدی السبیل پ۲۱ ع ۱ الاحزاب ۲۲

رباعی

تحقیق معانی ز عبارات مجوی
بی رفع قیود و اعتبارات مجوی
خواہی یابی ز علت جہل شفا
قانون نجات از اشارات مجوی

رباعی

گشتی بوقوف ہر مواقف قانع
شد قصد مقاصد ز مقاصد مانع
ہرگز نشود تا نکنی رفع حجب
انوار حقیقت از مطالع طالع

یا اُن سے لوازمے ہون مخفی
کچھہ بات نہین ہے یہہ سمجھہ کی

یہہ ایک مقدمہ ہے ممنوع
دراصل ہے امر غیر مسمُوع

بر تقدیر ایسا اگر ہُوا ہو
تسلیم بھی کیجیے تو کیا ہو

عین واحد کا ذاتی جوہر
رہجائیگا عرض ہی بسکر

کیونکہ گر ہو یہہ امر حاصل
جوہر کی حقیقتون مین داخل

خارج یان عین سے رہا ہے
اور قایم اس سے ہوگیا ہے

دعوے انکا یہی ہوا ہے
جوہر اس عین کے سوا ہے

عین اور جوہر کو غیر سمجھا
دعوے ساقط دلیل بیجا

ہے کشف صحیح اہل حق کا
مشکوۃ نبی سے نور پایا

یہہ کشف حقایق الہی
دیتا ہے خلاف مین گواہی

ہو جائے اگر وہ اس سے واقف
عاجز ہو دلیل مین مخالف

یالوازمیکہ ازینہا اخفی باشد مقدمہ ایست ممنوع
وکلا ییست نامسموع و بر تقدیر تسلیم ہرچہ
نظر باجوہر ذاتی باشد قیاس بآن عین
واحد عرضے خواہد بود زیراکہ اگرچہ داخلست
درحقیقت جوہر خارج است ازآن عین واحد
وقایم است باد دعوے آنکہ اینجا امرے
ہست جوہری وراے عین واحد
درغایتہ سقوط است بالتخصیص
وقتیکہ کشف ارباب حقیقت
کہ مقتبس است ازمشکوۃ نبوۃ
بخلاف آن گواہی دہد ومخالفت
عاجز باشد ۔

موجود ہے ذات بالتحقیق — جسکو ہے حدود مین تعلق
جو کچھ کہ بیان ہوا ہے مذکور — اعراض کی رو سے ہے یہ مشہور
لیکن ان مین وہ ذات مبہم — ملحوظ ہے اور ہے مسلم
ثابت یہ ہوا نہ روئے منطق — جب ذات مین نطق ہو ہے ناطق
جب ذات مین ہو نمو ہے نامی — ایسا ہی سمجھ لو ہین جو باقی
ذات مبہم ہے ہستی حق — عین وجود ذاتی حق
جو ذات سے اپنی خود ہے قائم — دیگر اعراض کی مقوّم
ارباب نظر کا یہ بیان ہے — غلطی جس قول سے عیان ہے
جتنے مفہوم کے ہین امثال — ہونگے نہ فصول وہ بہر حال
ہین بلکہ لوازمات انکے — رکھے ہین فصول نام جنکے
کہتے ہین کہ امر ہے یہ دشوار — فصل ور حقائقونکا اظہار
اس طور کہ لینے ماسوا سے — ممتاز ہین بغیر انکے

وموجود ذاتیست کہ مرا ورا تحقق وحصول باشد
درین عدد وہرچہ مذکور میشود ہمہ از قبیل اعراض است
الا آن ذات مبہم کہ درین مفہومات ملحوظ است۔
زیراکہ معنی ناطق ذات لہ النطق است۔ ومعنی
نامی ذات لہ النمو۔ وہکذا فی البواقی۔ وآن ذات
مبہم عین وجود حق وہستی حقیقی است کہ قائمست
بذات خود۔ ومقومست مراین اعراض را۔
وآنکہ ارباب نظر میگویند۔ کہ امثال این مفہومات
فصول نیستند بلکہ لوازم فصول اند۔ کہ بآن از
فصول تعبیر میکنند بواسطہ عدم قدرت بر تعبیر
از حقایق فصول بروجہیکہ ممتاز شوند از ماعدای
خود بعضیہ ازین لوازم۔

انواع عطا خدا ہی بخشے
ہر اسم عطا جدا ہی بخشے

ناموں سے حقیقت جہان کو
ہر آن فنا بقا عطا ہو

اسطرح دلیل سے عیان ہے
جسکا بیان ذیل مین بیان ہے

جو کچھہ کہ وجود کی ہی حالت
عین واحد ہے فی الحقیقت

جس مین اعراض مین فراہم
ہین جمع تعینات باہم

تجدید وجود مین کماہی
کرتے ہین حقایق الہی

جو اُنکے حدود مین ہین ظاہر
اعراض ہی دیکھتا ہے ناظر

مثلاً کوئی کہے کہ انسان
گویا ناطق ہے ایک حیوان

جسم اور نمو حس اور حرکت
حیوان کے حدود کی ہے خصلت

اور جسم ہی جوہر اصل کابل
تینون ابعاد کے ہے قابل

جوہر موجود ایک ہی ہے
اور وہ موضوع سے بری ہے

رباعی

انواع عطا اگرچہ خدای بخشند | ہر اسم عطیہ جدای بخشند
در ہر آئے حقیقت عالم را | یک اسم فنا یکے بقای بخشند

دلیل ہر آنکہ مجموع اعراض مجتمعہ است در عین واحد کہ حقیقۃ وجود است آنست کہ ہرچند حقایق موجودات را تحدید میکنند در حد و دایشان غیر از اعراض چیزے ظاہر نمیشود۔ مثلاً وقتیکہ گویند انسان حیوان ناطق است وحیوان جسم نامیست وحساس ومتحرک بالارادہ۔ وجسم جوہریست قابل ابعاد ثلثہ را وجوہر موجودیست لافی موضوع۔

رحمت رحمٰن کی پھر ہو موجود — کر دے پھر قہر اسکو مفقود

ایسی ہی رہے ہر یک تجلّی — جب تک کہ رہے خدا کی مرضی

دو آن مین ایک ہی تعین — پائے نہ تجلّی بالتیقن

پس اک عالم ہوا جو مفقود — پھر دوسرا مثل اسکے موجود

لیکن محجوب ہے جو عاری — ق — یہ اسکی نگاہ مین ہے طاری

امثال کا دیکھکر تعاقب — احوال کا دیکھکر تناسب

دہوکا وہ سخت کہا رہا ہے — یہ اسکو یقین آ رہا ہے

عالم کا وجود ہے جو دائم — بس ایک ہی حال پر ہے قائم

یا رب تجھ مین ہے صفت موجود — فضل و کرم اور رحمت وجود

لیجاتا ہے تو ایک دم مین — اس سارے جہان کو عدم مین

مثل اسکے دوسرا اسی دم
لاتا ہے وجود مین تو عالم

تعینی دیگر بر رحمت رحمانیه حاصل آید
هذا الّا ما شاء الله پس هیچ دو آن
بیک تعین تجلّی واقع نشود۔
و در هر آنی عالمی بعدم میرود و دیگری
مثل آن بوجود می آید۔ اما محجوب بجهت
تعاقب امثال و تناسب احوال
می پندارد که وجود عالم بریک حال ست
و در ازمنهٔ متوالیه بریک منوال۔

رباعی

سبحان الله زهی خداوند ودود	مستجمع فضل و کرم و رحمت و جود
در هر نفسی برد جهانی بعدم	وآرد دگری چو آن همان دم بوجود

تاثیر دکھائے اسم رحمان — جب اسپہ وجود کا ہو فیضان

لیکر احکام اور مواثر — آتا ہے نظر وجود ظاہر

اک خاص وجود کا تعین — ہوجاتا ہے وہ بالتیقن

یان حسب تعین اک حقیقت — بنتی ہے تجلی پاکے صورت

ق

بعد اسکے وہ شان نام پائی — قہر احدیتہ حقیقی

جتنے کہ تعین اور اثر ہین — انکی کثرت سے جو صور ہین

اس قہر کا بس یہی اثر ہو — کرتا ہے مضمحل اثر کو

ظاہر جو ہوا تھا اک تعین — کر دیتا ہے محو بالتیقن

کرتے ہی یہ محو اسکو اس آن — رحمٰن کی رحمت آگئی وان

پہر خاص تعین اس مین پیدا — پہلے ظاہر ہوا تھا جیسا

سابق کی طرح تعین آئے
پھر اسکو اک آن مین اٹھائے

در وے افاضۂ وجود کند و
ظاہر وجود بواسطۂ تلبیس بآثار واحکام
آن حقیقت متعین گردد بتعینے خاص۔
و متجلی شود بحسب آن تعین۔
بعد ازان بسبب قہر احدیت حقیقی کہ
مقتضی اضمحلال تعینات وآثار کثرت
صوریست از آن تعین منسلخ گردد۔
و در ہمان آن انسلاخ بر مقتضای
رحمت رحمانیہ۔
بتعینے دیگر خاص۔ کہ مماثل تعین
سابق باشد متعین گردد و در آن ثانی
بقہر احدیتہ مضمحل گردد۔

ہر دم یک شان مین وہ ہستی
دو آن مین ایکسان نہوگی

جلوہ فرما ہے وہ ہر اک آن
جسکی ہر دم نئی ہے اک شان

یہ نکتۂ حق ہے جسکی برہان
قرآن مین ہے کل یوم فی شان

جو ہے سپیدہ اسمین اسکو سنئے
اسماء متقابلہ مین حق کے

لطفیہ ہین بعض نام اسکے
قہریہ ہین بعض نام اسکے

جتنے ایسے ہین نام معروف
اپنے کامون مین سب ہین مصروف

سبکو کرنی ہے اسکی تعمیل
جایز نہین ایک کو بھی تعطیل

پس امکانی جو ہین حقایق
ہر ایک مین حقیقت اپنے لایق

جب اسکے حقیقت شروط راست آئین
اور انکے موانعات جائین

وہ مستعد وجود اگر ہو
رحمت رحمان کی کارگر ہو

رُباعی

هستی که عیان نیست دو آن در شانی در شان دگر جلوه کند هر آنی

این نکته بجو ز کل یوم فی شان
گر بایدت از کلام حق بُرهانے

وسر درین آنست که حضرت حق را سبحانہ تعالےٰ اسماء متقابلہ ہست بعضے لُطفیہ و بعضے قہریہ۔ و ہمہ دائما در کار اند۔ و تعطیل بر ہیچ یک جائز نہ پس چون حقیقتے از حقایق امکانیہ بواسطہ حصول شرایط و ارتفاع موانع مستعد وجود گردد۔ رحمت رحمانیہ او را دریابد۔

سوفسطائی نہ راہ پر ہین ‌ ‌ گمراہ ہین اس سے بےخبر ہین
اُنکا ہے سخن خرد سے خالی ‌ ‌ عالم کو جو کہتے ہین خیالی
بیشک عالم تو ہے خیالی ‌ ‌ لیکن وہ خیال کب ہے خالی
دایم یہ خیال کی ہے حالت ‌ ‌ جلوہ گر اس مین ہے حقیقت

لیکن وہ اصل بات اگر ہے ‌ ‌ مشہود وہ اہل کشف پر ہے
وہ حق سبحانہ تعالےٰ ‌ ‌ ہر دم متجلّی ہونیوالا
ہر شان مین اک نئی تجلّی ‌ ‌ ہر آن مین اک نئی تجلّی
جو آگئی وہ نہ آئیگی پھر ‌ ‌ کچھ اور ہی شان لائیگی پھر
آئے نہ وہی تجلّی ہر بار ‌ ‌ اصلا ہوگی نہ اُس کی تکرار
ایسی نہ تجلی اسکو تو جان ‌ ‌ دو آن مین اک تعین اک شان

ہر شان مین اک نیا تعین -
ہر آن مین اک نیا تعین

رُباعی

سوفسطائی کہ از خرد بیخبر است | گوید عالم خیالی اندر گذر است

آرے عالم ہمہ خیالست و لے
پیوستہ در و حقیقتے جلوہ گر است

واما ارباب کشف و شہود می بینند کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ در ہر نفسے متجلیست تجلّی دیگر۔ و در تجلّی او اصلاً تکرار نیست یعنی در دو آن بیک تعین و یک شان متجلی نمیگردد بلکہ در ہر نفسے بہ تعین دیگر ظاہر میشود و در آنے بشانے دیگر متجلی میگردد۔

گھٹتا بڑھتا نہین سمندر
آتی جاتی ہین موجین یکسر

عالم ہے مثال موجِ دریا
جسمین وہ زمان نہین ہین یکجا

پانی جس طرح سے روان ہے
عالم پاینده اور روان ہے

عالم جو گذر رہا ہے اُسکو
عبرت کی نگاہ سے تو دیکھو

بہتی چلی جا رہی ہے اک نہر
اور اُسمیہ روان ہین لہر پہ لہر

یہہ نہر جو ایکسان ہے جاری
لہرون مین یہ کیفیت ہے ساری

ہے بھید سمجھنے کی یہہ لایق
ساری ہے حقیقت الحقایق

سوفسطائی کی یہ خطا ہے
اُن کا یہہ قول نارواہے

یعنی عالم مین ہے تبدُّل
آگاہ نہین وہ اس سے بالکل

ہر کثرت مین اک حقیقت
موجود جہان کی پائی صورت

جو کچھ ہے یہ اختلاف ظاہر
اعراض و صور مین صاف ظاہر

خارج مین وجود ہی نہین ہے
بس عین ہی عین ہر کہین ہے

رباعی

بحریست نه کاهنده نه افزاینده — امواج برو رونده و آینده
عالم چو عبارت از همین امواجست — نبود دو زمان بلکه دو آن پاینده

رباعی

عالم بودار نه ز عبرت عاری — نهر جاری بطورهای طاری
وندر همه طورهای جاری — سریست حقیقت الحقایق ساری

اما خطاء سوفسطائیه آنست که مع قولهم بالتبدل فی العالم باسره متنبه نشده اند بآنکه یک حقیقت است که متلبس میشود بصور و اعراض عالم موجودات متعینه متعدده مینماید و ظهوری نیست او را در مراتب کونی جز باین صور و اعراض چنانکه وجودی نیست در خارج بدون او۔

اعراض نئے بدل رہی ہین ہر آن نئے نکل رہے ہین

عین واحد مین ہین فراہم زائل ہوتے چلے ہین ہر دم

ہر آن مین مثل انکے پیدا ہوکر متکثر ہین پھر ہویدا

ناظر اسے دیکھکر بیلے دھوکے ہی مین بس آگیا ہی

ہے قول اشاعرہ کا جسمین امثال کا ہے تعاقب اسمین

عالم اعراض کا محل ہے جسکا ہر آن مین بدل ہے

اِک آن مین ہے کسی کا جانا
اور دُوسرا مثل اُس کے آنا

آنا جانا رہا مسلسل
ہے ایک کا اک عرض مماثل

ناظر کا گمان بس یہی ہے
اِک ہی شے ہے جو چل رہی ہے

مگر اعراض متجدّدہ متبدّلہ مع الانفاس و الآنات کہ در عین واحد جمع شدہ اند و در ہر آنے ازین عین زایل میشوند۔

و امثال انہا بوے متلبس میگردند۔

پس ناظر بواسطہ تعاقب امثال در غلط می افتد۔

و می پندارد کہ آن امر لسیت واحد مستمر۔

كما يقول الاشاعرة في تعاقب الامثال على محلّ العرض من غير خلوّان من شخص من العرض المماثل للشخص الاوّل فيظنّ النّاظر انّها امرٌ واحدٌ مستمرّة

کرتے ہین اشاعرہ یہ یعنی　　اسطرح انہون نے اسکو جانا

یعنی عالم کے بعض اجزا　　رہتے نہین دو زمان مین یکجا

حسبانیہ لقب ہے جنکا　　سوفسطائی ہے عرف انکا

ق

اسطرح سے ہے بیان انکا　　بعضے نہین بلکہ جملہ اجزا

یعنی جوہر عرض یہ باہم　　جملہ اجزا ہین درج عالم

ہر ایک فریق نے خطا کی　　جانی نہین عینیت خدا کی

ہے اہل اشاعرہ مین اثبات　　جوہر ہین بہت سوائے یک ذات

یعنی کہ وجود کی حقیقت　　جوہر کو نہین ہے اس سے نسبت

جوہر اور عرض یہ دونون ملکر　　تبدیل مین آ رہے ہین یکسر

پر دونون نے نہ جانا اصلا　　ہر دم رد و بدل ہے ایسا

اجزا عالم کے سب عرض ہین
تبدیل مین جاری الغرض ہین

مگر اشاعره در بعضی اجزای عالم
که اعراض است - حَیثُ قَالُوا الاَعرَاضُ
لَا یَبقیٰ زَمَانَینِ - ودیگر حسبانیه که معروف
اند به سوفسطائیه -
در همه اجزای عالم چه جواهر وچه اعراض
وهریک از فریقین من وجهی
خطا کرده اند اما اشاعره بسبب آنکه
اثبات جواهر متعدده کرده اند -
ورائے حقیقت وجود واعراض
متبدله متجدده را بانها قایم داشته
وندانسته اند که عالم بجمیع اجزا
نیست -

تجلی چھبیسوین

ق

ارشادِ جنابِ شیخِ اکبر ہے فصِّ شعیب مین مقرر

عینِ واحد ہے فی الحقیقت ہستی کی جو ایک ہے حقیقت

جسمین اعراض ہین فراہم فرماتا ہے شیخ اسیکو عالم

ہر دم رد و بدل ہے اسمین ہر آن نیا عمل ہے اسمین

ہر دم عالم عدم مین جاتا پھر مثل اسکے وجود پاتا

عالم والے ہین اس سے غافل اکثر معنی سے اسکے جاہل

دیکھو تو ذرا اُٹھا کے قرآن ہے سورۂ ق (قاف) مین یہ فرمان

بَلْ هُمْ فِي لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيدٍ پ ۲۶ -

بلکہ اُن پر ہے شک کا پرتو پیدا کرنے سے از سرِ نو

عُلما جو صاحبِ نظر ہین اسکے معنی سے بیخبر ہین

لائحہ بست وششم

شیخ رضی اللہ عنہ در فص شعیبی میفرماید کہ عالم
عبارت است از اعراض مجتمعہ در عین
واحد کہ حقیقت ہستی است۔
وآن متبدل ومتجدد میگردد۔
مع الانفاس والآنات در ہر
آنے عالم معدوم میرود ومثل آن
بوجود می آید واکثر اہل عالم ازین معنی
غافل اند۔ کما قال سبحانہ تعالےٰ۔
بَلْ هُمْ فِیْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ﴿پ ۲۶ سُوْرَةُ الْقَافِ﴾
وازارباب نظر کسے برین مطلع نشدہ است۔

عالم کے ظہور سے ہے پہلے — عالم کو عین حق سمجھے

اور بعد ظہورِ خلق و آدم — حق ہو گیا آپ عینِ عالم

ق

بلکہ حق تم جو پوچھتے ہو — بس ایک حقیقت اُسکو جانو

اور اِسکا بطون و اوّلیّت — اور اس کا ظہور و آخریّت

دراصل ہے اک حقیقت ذات — یہ اسکے نسب اور اعتبارات

اول ہے وہی وہی ہے آخر — باطن ہے وہی وہی ہے ظاہر

صُورت مین تو بکتے پر فن — حق ہی تو ہے عاشقو نگار ہر زن

ہان سارا غلط مرا بیان ہے — حق یہ ہے کہ سب مین حق عیان ہے

تعبید کی رُو سے ہی جو آفاق — واللہ حق ہے زرہ وی اطلاق

تفصیل و شیون سے ذاتِ باری — دارِ سُود و زیان مین آئی

واپس اُس سمت اگر جہان ہو
حق کا اِجمال درمیان ہو

بلکه فی الحقیقت یک حقیقت است - و ظهور و بطون و اولیّت و آخریّت از نسب و اعتبارات اویند - هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۃ

رُباعی

بر شکل بتان ز بہر عشاق حقیقت　　لا بلکه عیان بود همه آن حقیقت
چیزیکه بود ز روی تقیید جهان　　والله که همان ز روی اطلاق حقیقت

رُباعی

چون حق بتفاصیل شئون گشت عیان　　مشهود شد این عالم پر سود و زیان
گر باز روند عالم و عالمیان
با رتبهٔ اجمال حق آیند میان

بس ایک ہے اپنی ذات سے ذات
جسکے ہین بہت سے التفات
جن کے اعراض اور جواہر
اس کثرت سے ہوئے ہین ظاہر
ورنہ از روئے یک حقیقت
اسمین اصلاً نہین ہے کثرت

ای حرف نا ین واُن کے بیر
کھینچا نہ خط یقین سراسر
تو اپنی سمجھہ یہ حرف لایا
پر حرف دوی نہین مٹایا
اپنے پندار پہ ہے نازان
ہے وہم دوئی دلیل ہجران
اس جملہ جہان مین غیر شبہات
اک عین ہے بس فقط اک ذات

تقیید و تعینات آفاق
از رہ تجرد اور اطلاق
ہین عین وجود ذاتی حق
شان اسکی مجرد اور مطلق
از روی تکثر و تعدد
پاتا ہے وجود عین ہی خود
عالم کے لباس مین جب آیا
یان عالم و خلق نام پایا
پس یہہ عالم ہے ظاہر حق (در وجود)
باطن عالم کا حق ہے مطلق (اہ)

پس ذاتِ واحد بواسطۂ صفات متعدد ہ جواہر واعراض متعددہ متکثرہ مینماید۔ ومن حیثت الحقیقہ یکیست کہ اصلا متعدّد و متکثر نیست۔

رُباعی

اے بر سر ایں ان نا زدہ خط
پندار دُوئی دلیل بعدست و سخط
در جُملہ کائنات بے سہو و غلط
یک عین فحسب دان و نزدیک فقط

این عین واحد از حیثیت تجرد و اطلاق از تعینات و تقیدات مذکورہ حقست واز حیثیت تعدد و تکثر کہ بواسطۂ تلبیس او بہ تعینات مینماید حقایقست و عالم۔ پس عالم ظاہر حق است وحق باطن۔ عالم پیش از ظہور عین حق بود۔ وحق بعد از ظہور عین عالم۔

اس نغرِ عدم کی جب تجلّی　　پوری لوحِ عدم مین چمکی

کوئی اس سے ہوا نہ محرم　　محرم جو ہوا سو ہے وہ آدم

عالم حق کے سوا نہ سمجھو　　حق اور عالم جُدا نہ سمجھو

حق اور عالم ہین ایسے باہم　　عالم حق مین ہے حق مین عالم

تجلّی پچیسوین

اسکی ہے جو ذاتِ مطلق　　کہتے ہین حقیقت الحقایق

جو سب اشیا کی ہے حقیقت　　ذاتِ واحد ہے اسکی صورت

ذاتِ واحد اَحَد نہین ہے　　یہ واحد کچھ عدد نہین ہے

از روئے تجلیاتِ بیحد　　پائی ہے تعینات بیحد

گاہے بہ حقایقِ جواہر　　متنوع کی شان مین ظاہر

گاہے اُن کا عرض بنی ہے　　وصفِ تابع مین آگئی ہے

حاکم ہے کہین کہین ہے محکوم　　عالم ہے کہین کہین ہے معلوم

رباعی

بر لوح عدم لوائح نور قدم
لائح گردید کس درین سر محرم
حق را مشمر جدا ز عالم زیرا
عالم همه در حق است و حق در عالم

لائحه بیست و پنجم

حقیقت الحقایق که ذات الهی ست تعالی شانه حقیقت همه اشیارست و او فی حدِ ذاته واحدلیست که عدد را باو راه نیست -

اما باعتبار تجلیات متکثره و تعینات متعدده در مراتب تارةً حقایق جوهریه متبوعه است و تارةً حقایق عرضیه تابعیه -

اپنے جملہ حقیقتون سے ممکن اعیان کی صورتون سے
خود آپ تجلی اپنی پاکر ظاہر ہوا مرتبون مین آکر
اِک ہی ہے وجود فی الحقیقت جسنے پائی ہے آپ کثرت
احدیّت سے ہوا تنزّل پائے تفصیل مرتبے کُل
ترتیب سے جُملہ مرتبون مین ساری ہوا سب حقیقتون مین
کیونکہ یہہ حقایق و مراتبات تہے عین وجود مطلق ذات

اللہ ہی تہا نہتی کوئی شے
اب بہی اُسی شان مین وہی ہے

ہستی ہر شے مین ہے جو ظاہر ہونا ہے تجہے گر اس سے ماہر
جیا شیشے مے مین ہے جو کف دیکہہ گنج عرفان حق بکف دیکہہ

مے پر کف ہی سو کف ہے خود مے
کف مے مین ہی ہے نہین کوئی شے

وان تجلی اوست بر خود بصور حقایق واعیان
ممکنات پس فی الحقیقت وجود از یکے بیش نیست
که در جمیع این مراتب و حقایق که تفصیل مرتبه
احدیت اند مرتبتہً دران ساریست و وی
درین مراتب و حقایق عین این مراتب و حقایق
است چونکه این مراتب و حقایق در وسے
عین وسے بودند۔
حیث کان اللہ ولم یکن معه شیئ

رباعی

هستی که ظهور میکند در همه شے
خواهی که بری بحال وی با همه پے
رو بر سر مے حباب را بین که چسان
مے در وی بود اندرے و وی در مے

یہ دو جو مراتب آخری ہین | از روئے وجود ظاہری ہین
دونونکی ہی ہے وجہ تعریف | اسکی ہے وجوب خاص توصیف
جو پانچوان مرتبہ ہے اسکا | احدیت جمع یہہ بھی ہوگا
چارم پنجم کا ایک ہے نام | ہر ایک کا مگر جدا رہا کام
دونون مہین فرق سی ہین جلی | فعلی وہ تھا یہ انفعالی
ہین جمع تعینات جیان | ان مین ہے بس انفعال کی شان
فعلیہ ہے وان حصول کرنا | یان اسکا اثر قبول کرنا
اس وجہہ یہ مرتبہ ہے معروف | امکان و رکونسے ہے موصوف
بعد اسکے جو مرتبہ چھٹا ہے | وہ عالم کا ہی سرتبا ہے
اجمال مین وان جو کونیہ تھا | تفصیل اسکی ہوئی ہے بجا
اعراض ان دونون مرتبونکے | ہین ظاہر علم کے سبب سے
معلوم ہوا اسی سبب سے | امکان ہے لوازمات اسکے

واعتبار این دو مرتبہ از حیثیت ظاہر وجود است کہ وجوب وصف خاص اوست - مرتبۂ خامسہ احدیۃ - جمع جمیع تعینات انفعالیہ است - کہ از شان ایشانست - تاثیر و انفعال - و این مرتبہ کونیہ امکانیہ است -
مرتبہ سادسہ تفصیل مرتبہ کونیہ است - کہ مرتبہ عالم است و عروض این دو مرتبہ باعتبار ظاہر علمست کہ امکان از لوازم اوست -

جو دوسرا مرتبہ ہے اسکا ق ہین جمع تعینات اشیا

سب ہین جو تعین الٰہی فعلی ہون یا کہ ہون جبلی

اور جملہ تعینات کونی امکانی ہون کہ انفعالی

جس وقت وجود کی حقیقت پائی جو تعینون مین کثرت

یان ہے جو تعینون مین پہلا اول ہے تعین اسم اُسکا

تہا فوق مین اُسکے لاتعین جس جا نہ کوئی ہوا تعین

جب تیسرے مرتبہ مین آیا اَحَدیت جمع نام پایا

پس جتنے تعین اس جگہ ہین فعلیہ اور مؤثرہ ہین

یعنے ہین تعینات اس کے فعل اور تاثیر کرنیوالے

یہ مرتبۂ اُلوہیت ہے پس اسکی یہی خصوصیت ہے

بعد اسکے جو مرتبہ ہے چوتہا ہے مرتبہ جمیع اسما

اُس مرتبہ الوہیت کی تفصیل اسمین ہے پوری پوری

مرتبہ ثانیہ تعین اوست بہ تعین جامع مر جمیع تعینات فعلیہ وجوبیہ الٰہیہ را و جمیع تعینات انفعالیہ امکانیہ کونیہ را و این مرتبہ مسمی است بہ تعین اول۔ زیرا کہ اول تعینات حقیقت وجود است و فوق او مرتبہ لاتعین است۔

لا مرتبہ غیر۔

و مرتبہ ثالثہ احدیۃ جمع جمیع تعینات فعلیہ موثرہ است۔

و این مرتبہ الوہیت است۔ مرتبہ رابعہ تفصیل مرتبہ الوہیت است۔ و این مرتبہ اسماء و حضرت ایشان است۔

ای تجھہ مین عیانیان ہین سب ہیچ
سب ہیچ ہے یان یقین اور فہم
ای تجھہ مین نہان نیان ہین سب ہیچ
سب ہیچ ہے یان گمان اور وہم

مطلق نہین یان ترا نشان ہے
سب ہیچ نشان ہے تو جہان ہے

ہر چند ہے جان عارف آگاہ
دامن ادراکِ کُنہہ حق کا
پر قُدس حرم مین پائی کب راہ
یان ہاتھ کسی کے بھی نہ آیا

کیا کشف و شہود کی ہستی
کوتاہ ہے یان دراز دستی

لانیفک جبر و عشق اپنا
ہوتا گر نور اس سے پیدا
مدرک نہو عقل سے وہ حاشا
ہوتی صبح یقین ہویدا

یہہ ظلمت شک وہی نکالے
ایسے اندہیر سے بچالے

رباعی

ای در تو عیان نهانها همه هیچ
پیدا ز تو یقینها و گمانها همه هیچ
از ذاتِ تو مطلقاً نشان نتوان داد
کانجا که تویی بود نشانها همه هیچ

رباعی

هر چند که جانِ عارف آگاه بود
کی در حرمِ قدسِ تواش راه بود
دستِ همه اهلِ کشف ارباب شهود
از دامنِ ادراکِ تو کوتاه بود

رباعی

این عشق که هست جزو لاینفک ما
حاشا که شود بعقل مادرک ما
خوش آنکه ز نور او دمد صبح یقین
ما را برهاند از ظلامِ شکِ ما

بیحد ہیں مراتبات اسکے | تقسیم ہوئے ہین اسطرح سے
سب سے پہلا ہے لاتعین | جسکو نہین حصر بالیقین
قید واطلاق سے بری ہے | اس حیثیت سے وہ غنی ہے
ہے ذات منزہ از اضافات | جسمین نہ نعوت و اتصافات
وہ پاک ہی سب دلالتون سے | الفاظ و لغت کی حیثیتون سے
گم ہے لغت جلال مین نقل | عاجز کنہ کمال مین عقل
اور اسکی حقیقتون کا ادراک | کیا ہو سکے اہل کشف سے خاک
ذی کشف یہان حجاب مین ہین | ذی علم بھی اضطراب مین ہین
عارف ہین معرفت مین عاجز | عاقل ہین کنہیت مین عاجز
عارف ہین نہ معرفت کا امکان | حیرانی ہے اسکی حد عرفان

یہہ اسکے نشان کی ہے غایت
یعنی وہ ہے بے نشان نہایت

امّا او را مراتب بسیار است۔ اول مرتبہ لاتعیّن و عدمِ انحصار است۔

و اطلاق از ہر قید و اعتبار ازیں حیثیت منزہ است از اضافات نعوت و صفات و مقدس است از دلالتِ الفاظ و لغات نہ نقل را در نعت جلال او زبان عبارت است و نہ عقل را بکُنہ کمالِ او مکان اشارت ہم اربابِ کشف از ادراکِ حقیقتش در حجاب۔ و ہم اصحاب علم از امتناع معرفتش در اضطراب۔

غایت نشان از وی بی نشانیست و نہایت عرفان وی حیرانی۔

بس شانِ الوہیت کے اسما		شان کونی مین ہونگے بیجا
مخلوق کا نام ہو نہ خالق		مرزوق کا نام ہو نہ رازق
زندیقیت ہو محض پیدا		عین کفر اس سے ہے ہویدا
ناموں کا اسی طرح سے اطلاق	ق	جو ہین مخصوص بہر آفاق
اللہ کے مرتبہ پہ گر ہو		گمراہی و خذل مین بسر ہو
اس شبہہ مین تمکو ہے یہ سودا		مین بھی ہون بڑا محقق اس جا
اس صدق و یقین کی وقفت مین ہم		صدیقیت مین ہوے گمگم
ہر مرتبۂ وجود اس جا		رکھتا ہے وہ خاص حکم اپنا
گر ہو نہ حفاظتِ مراتب		زندیق بنین گے آپ صاحب

تجلی چوبیسوین

بس ایک ہی وجود ہے حقیقی		زاید نہ سوا ہے اس سے کوئی
ہے عین وجودِ ذاتی حق		جسکی ہستی ہے عین مطلق

بر مراتبِ کونیہ۔ عین کفر محض زندقہ باشد۔ وہمچنین اطلاقِ آسامی مخصوصہ بمراتبِ کونیہ بر مرتبۂ الٰہیہ غایت ضلال و نہایت خذلان باشد۔

رباعی

ای بردہ گمان کہ صاحبِ تحقیقی — وندر صفتِ صدق و یقین صدیقی

ہر مرتبہ از وجود حکمی دارد — گر حفظِ مراتب نکنی زندیقی۔

لائحہ بست و چہارم

وجود حقیقی یکے بیش نیست و آن عین وجود حق و ہستی مطلق است۔

تجلی تیئیسوین

سب مین ہے حقیقت وجودی — موجود ہون خارجی کہ ذہنی
ہرچند گمان ہی سب کا اکثر — ظاہر ہے وجود سب مین یکسر
پر ہے بمراتب تفاوت — بعضے بعضے مین اُسکی حالت
ہر ایک کا مرتبہ جُدا ہے — ہر ایک مین فرق ہی بڑا ہے
ایک ایک کو اسم ہے صفت ہے — ہر ایک کی جُدا خصوصیت ہے
ایسے ہی نسب اور اعتبارات — ہر ایک کی جُدا ہین اتصافات
ہین ایک مین ایک مین نہین مین — مخصوص کہین نہین کہین ہین
جیسے کہ الوہی اور ربوبی — ہین خاص مراتب الٰہی
جو خلق و عبودیت کی ہے شان — مخلوق کیواسطے ہی شایان
جیسا اسم رحیم و رحمان — یہہ خاص ہے بہر اللہ سبحان

لائحہ بست وسوم

حقیقت وجود اگرچہ بر جمیع موجودات ذہنی وخارجی مقول ومحمول میشود امّا او را مراتب متفاوت است بعضہا فوق بعض و در ہر مرتبہ او را اسامی وصفات ونسب واعتبارات مخصوصہ است کہ در سائر مراتب نیست

چون مرتبہ اُلوہیت ورُبوبیت ومرتبہ عُبُودیت وخلقیت۔ پس اطلاق آسامی مرتبہ اُلوہیت مثلاً چون۔ اللہ ورحمٰن و غیرہُما۔

یا خاص وجود ہے مقرر
عارض ہے تعین اسکے اوپر

جسکے متعینات ہونگے
وصف اُنکے تعینات ہونگے
متعینات

مفہوم کی روسے ہے یہ معروف
ہرچند ہین غیر وصف و موصوف

لیکن موصوف وصف دونون
از روی وجود عین ہی ہون

حسب مفہوم غیریت ہے
اور حسب وجود عینیت ہے

مذکور یہہ جس قدر بیان ہے
بس ہو حیث صحت گمان ہے

ہمسایہ و ہمنشین وہی ہے
ہمراہ اور ہر کہین وہی ہے

اطلس مین امیر کی وہی ہے
گدڑی مین فقیر کی وہی ہے

یا فرق کی انجمن عیان ہو
یا جمع کا خانہ نہان ہو
ہو کوئی گدا کہ ہو شہنشا
باللہ وہی ہے ثم باللہ۔

یا تعین عارض مر د وجو د را تعین صفت متعین اوست ۔

صفت باعتبار مفہوم اگرچہ غیر موصوفست باعتبار وجود عین اوست و تغایر بحسب مفہوم و اتحاد بحسب وجود موجب صحت حمل است ۔

رُباعی

ہمسایہ و ہمنشین و ہمرہ ہمہ اوست
در دلق گدا و اطلس شہ ہمہ اوست
در انجمن فرق و نہانخانۂ جمع
باللہ ہمہ اوست ثم باللہ ہمہ اوست

اس صورت مین وجود خود ہی پاتا ہے تعینِ وجودی

آثار حقائق - آخری مین پیدا ہین وجود ظاہری مین

کیونکہ علمی صُوَر ہون زایل باطن سے وجود کی ہے مشکل

گر صُورتِ علم ہو نہ قائم آجائیگا جہل اُسمین لازم

اعلےٰ ہو کوئی کہ اُس سے اعلےٰ

سب سے اعلےٰ ہے حق تعالےٰ

ہم آپ وجود ہی ہین بالذات خارج مین ہین اسکے اعتبارات

اور علم کا لبس بھی اثر ہے عارضِ ذاتِ وجود پر ہے

ظلمت مین عدم کی ہم نہان ہین مرآتِ وجود مین عیان ہین

عکس اپنا ہے آئینہ مین ظاہر ہم اپنے ہی عکس کے ہین ناظر

پس ہر شئے کی ہے ایسی حالت اندر روئی وجود اور حقیقت

ایسی یہ صفت وجود کی ہے یا خود متعین آپ ہی ہے

واحکام و آثار ایشان در ظاہر وجود
پیدا ازیرا کہ زوالِ صُورِ علمیہ از باطن
وجود محالست والا جہل لازم آید۔
تعالی اللہ عن ذالک علواً کبیراً ؕ

رُباعی

ما ئیم وجود و اعتبارات وجود
در خارج و علم عارضِ ذات وجود
در پردہ ظلمت عدم مستوریم
ظاہر شدہ عکس ما ز مرآت وجود

پس ہر شئے بحسب حقیقت وجود یا
وجودِ متعین است ۔

تو ہی تو سب جگہ عیان ہے، | یان کوئی نہ غیر درمیان ہے

تجلی بائیسوین

ہر شئے مین جو ہے حقیقت اسکی | ق | بس ہے وہ تعین وجودی

جو حضرت علم مین نہان ہے، | ظاہر مین مگر نہین عیان ہے،

اِس شان کی رو سے خاص وہ شئے | اُسکی مظہر یہان بنی ہے

یا خود یہ وجود بھی اِسی مین | ہوگا متعین علم ہی مین

اشیا موجود جتنی ہونگی | سب ہین وہ تعین وجودی

آثار اُنکی حقیقتون کے | ق | احکام وجود ظاہری سے

جب رنگ وجود مین وہ آگئے | شئے موجود نام پائے

یا دوسری طرح سے یہ سمجھو | ق | تحقیق وجود ظاہری کو

باطن مین وجود کے حقائق | پنہان ہے کے سب ہین لائق

لائحہ بست دوم

حقیقت ہر شئی تعین وجود است در حضرت علم باعتبار شانیکہ آن شئے مظہر اوست۔

یا خود وجود متعین بهمان شان درہمان حضرت و اشیاء موجودہ عبارت اند از تعینات وجود باعتبار انصباغ ظاہر وجود بآثار و احکام حقایق ایشان یا خود وجود متعین بہمین اعتبارات بر وجہیکہ حقایق ہمیشہ در باطن وجود پنہان باشند۔

مجھہ مین جو یہہ شوق اور طلب ہے — تیری خوبی ہی کا سبب ہے
میری ہی طلب کا ہے یہہ شعبہ — مطلوبی کا تیری تماشا
مین تیرا محب ہر آئینہ ہون — مین حسن کا تیرے آئینہ ہون
محبوبی تیری نہوتی ظاہر — ہوتا جو نہ آئینہ مین ناظر

ہان مین نے غلط کہی تھی یہ بات — حق یہہ کہ محب ہے اُسکی خود ذات
وہ خود ہے محب وہی ہے محبوب — طالب ہی وہی مطلوب
احدیت جمع مین ہے مطلوب — احدیت جمع مین ہے محبوب
یعنے محبوب اور مطلوب — احدیت جمع سے ہے منسوب
کثرت تفصیل ہی کی خاطر — طالب و محب مین ہی وہ ظاہر

ایسا ہو ترا کہ ہو کوئی غیر — سبکی تیرے سمت ہی رہی سیر
تجھسے خالی نہین کوئی جا — مسجد ہو کہ دیر یا کلیسا
طالب مطلوب سب کو دیکھا — جز تیرے کسیکو بھی نہ پایا

رباعی

ای باعث شوق و طلبم خوبی تو — فرع طلب منست مطلوبی تو

گر آئینہ محبی من نبود

ظاہر نشود جمال محبوبی تو

لاؔ ۔ بلکہ ہم محب حق است و ہم محبوب او۔ وہم طالب حق است و ہم مطلوب او۔ مطلوب و محبوب ہست در مقامِ جمعِ احدیت و طالب و محب است در مرتبہ تفصیل و کثرت۔

ای غیر ترا بسوی تو تیرے سے نے

خالی ز تو ہیچ مسجدے و دیرے نے

دیدم ہمہ طالبان و مطلوبان را — آنجملہ توئی و در میان غیرے نے

اسباب و علل سے تیری قربت — حاصل جو کرین کہان یہ طاقت
تجھسے اُسوقت رابطہ ہو — گر فضلِ ازل سے واسطہ ہو
بے مانند و بدل جو تو ہے — مشکل ہمین تیری جستجو ہے
ہر اک کا بدل یہان ملیگا — پر تیرا بدل کہان ملیگا

اے! ذات تیری عرض نہ جوہر — تیرا ہے مقام سب سے برتر
تیرا فضل و کرم ہے ایسا — محتاجِ غرض نہین کسیکا
جسکا نہو کوئی تو عوض ہو — تو ہو نہ عوض۔ بنائین کسکو

مطلق ہے جب ذات ہو گئی ہے — تقیید سے اسلئے غنی ہے
ورنہ یہہ باعتبار اسما — تقیید مین آگئی ہے اسیا
اسمار الوہیت کے اظہار — تحقیق ربوبیت کے آثار

جب تک تقیید مین نہ آئین
مشکل ہے جو یان ظہور پائین

رباعی

قرب تو باسباب و علل نتوان یافت
بی سابقۂ فضل ازل نتوان یافت
بر ہر کہ بود توان گرفتن بدلے
تو بی بدلی ترا بدل نتوان یافت

رباعی

ای ذات رفیع تو نہ جوہر نہ عرض
فضل و کرمت نیست معلل بہ غرض
ہر کس کہ نباشد تو عوض باشی ازو
وانرا کہ نباشی تو کسے نیست عوض

استغناء مطلق از مقید باعتبار ذاتست۔ والّا ظہور اسماء الوہیت۔ و تحقق نسبت ربوبیت بی مقید از محالات۔

اے تیرا حرم وہ قدس جا ہے	پہونچے کوئی وان-مجال کیا ہے
تجہہ سے پیدا یہہ سب جہان ہے	تو خود ناپیدا اور نہان ہے
تو ہم تو جدا نہین ہین باہم	ہر دم رہتے ہین تجھسے ہمدم
لیکن مجھکو ہی تجہہ سے حاجت	تجھکو میری نہین ضرورت
از جملہ مقیداتِ عالم	مطلق سے مقید اک ہے باہم
ہر ایک جو قابل بدل ہے	مطلق کا اسیطرح عمل ہے
مخصوص نہین مقید اُس کا	مطلق کو نہین یہہ لازم اصلا
بیمثل وہ جبکہ بالیقین ہے	مطلق کا بدل کہین نہین ہے

جتنے ہین مقیداتِ دنیا
وہ قبلہ ہے اُن کی حاجتون کا
کوئی نہین غیر ذاتِ مطلق
بے مثل ہے بے بدل ہے وہ حق

رباعی

اے در حرم قدس تو کس را جانے
عالم تو پیدا و تو خود پیدا نے
ما و تو ز ہم جدا نئیم اما ہست
ما را تو و تو حاجت و ترا با ما نے

و ایضاً مستلزم مقیدلیست از مقیدات علی سبیل البدلیۃ نہ مستلزم مقیدی مخصوص و چون مطلق را بدلے نسبت۔ قبلۂ احتیاج ہمہ مقیدات اوست لا غیرہٗ

خورشید کو ہے فروغ شایان — پاک اوس رخ مین یہ چمک یکسان
اسکو نکرے نجس نجاست — پاکی سے بڑھے نہ کچھہ طہارت

تجلّی اکیسوین

مطلق نہو بے مقید اصلا — بے مطلق ہو نہ قید جانتا
محتاجی تو قید مین لگی ہے — مطلق تقید سے غنی ہے
تقید مین ہے ضرور حاجت — مطلق مین غنا کی ہے ضرورت
پس دونون طرف ہے لازمیت — اور ایک طرف فقط ہے حاجت
جیسے کنجی ہے اور ہے ہاتھہ — حرکت کنجی کی ہات کیساتھہ
تحریک کلید ہات مین ہے — اور ہاتھہ کا فعل ذات مین ہے
کنجی محتاج ہو گئی ہے — اور ہاتھہ اس فعل مین غنی ہے
کنجی ہے قید ہات مطلق — تقید جہان مین ذات مطلق

رباعی

چون خم رز فروغ خود جهان آراید
بر پاک و پلید اگر بتابد شاید
نے نور وی از هیچ پلید آلاید
نے پاکی او ز هیچ پاک افزاید

لائحہ بست و یکم

مطلق بے مقید نباشد۔ و مقید بی مطلق صورت نه بندد اما مقید محتاج است نه مطلق و مطلق مستغنی است از مقید پس استلزام از طرفین است و احتیاج از یکطرف۔ چنانکه میان حرکت ید و حرکت مفتاح که در ید است۔

بلکہ یہہ ظہور اور خفیات — از روئی النسب ہین اور اضافات
ان کا ہوتا رہے تبدل — پر ذات مین کچہہ نہو تخلل
بائین سے عمر اگرچہ اُٹھے — اور زید کے دہنی سمت بیٹھے
وہ زید کا اتصاف ہوگا — نسبت مین تو اختلاف ہوگا
جو وصف عمر کی ذات مین تھے — جیسے تھے ویسے ہی رہینگے
ایسی ہے وجود کی بھی حالت — جسکی سب جا ہے اک حقیقت
نیکی کا اگر لباس پائے — کچہہ اسمین کمال بڑہ نجائے
بد مین وہ اگر ظہور پائے — اس سے کوئی بات گہٹ نجائے
خورشید چمکرہا ہی سب پے — کیا پاک ہو پلید بد تر
ہر نور مین ہو نہ کچہہ تبدل — اسمین آئے نہ کچہہ تخلل
وہ مشک کی بو سی خوش غنی ہے — خوشبو بد بو سے وہ بری ہے
گل سے لیتا نہین وہ کچہہ رنگ — خار و خار اسے بھی نہین ننگ

بلکه مبتنی بر تبدل نسب و اضافات
است و آن مقتضی تغیر در ذات نی
اگر عمرو از یمین زید برخیزد و
و بر یسارش نشیند نسبت زید با او
مختلف شود و ذاتش با صفات
حقیقیهٔ خود همچنان بر قرار و همچنین حقیقت
وجود بواسطهٔ تلبس بامور شریفه زیادتی
کمال نگیرد و بجهت ظهور در مظاهر خسیسه
نقصان نپذیرد - نور آفتاب هرچند بر پاک و پلید
تابد هیچ تغیر بساطت نوریت او راه نیابد
نه از مشک بوی گیرد و نه از گل رنگ
نه از خار عار دارد و نه از خارا ننگ -

ایسا نہ احاطہ اُس کو سمجھو
جسطرح سی جزو کل مین دیکھو

ایسی نہین خلق حق سی ہمدم
مظروف اور ظرف ہین باہم

اسکی تو ہے شان سب پہ فائق
کب ہے یہ جناب حق کے لائق

ذاتِ حق مین یہ سب ہین پیدا
رکھتے ہین جو اندراج بالذات

شان اسکی صفت کیطرح ہر دم
اسطرح کہ ذاتِ حق ہو موصوف

یہ قاعدہ خوب یاد رکھو
جس جا یہ کہ جلوہ گر خدا ہو

جزو کل کا نشان نہین ہے
مظروف اور ظرف ان مین ہے

تجلی بیسوین

سب شان اور اعتبار حق کے
تلبیس وجود ظاہری سے

پائین جو ظہور اس جہان مین
پاتی ہین بطن پردۂ نہان مین

پر ذات وجود کی حقیقت
اور اسکی حقیقی جملہ صفتین

تبدیل کبھی نہ پاسکیگی
تغییر نہین وہ آسکیگی

نہ ہمچون احاطہ کل بجزو۔ یا ظرف بمظروف۔ تعالی اللہ عما یلیق بجناب قدسہ

رباعی

در ذات حق اندیشہ شان معروف نیست
این جملہ ہیاد دار کانجا گو بود است
شان چون صفت و ذات حق موصوف نیست
لیے جزو نہ کل نہ ظرف نے مظروف نیست

لائحہ (۲۰)

ظہور یا خفائے شئون و اعتبارات بسبب تلبس بمظاہر وجود و عدم آن موجب تغیر حقیقت وجود و صفات حقیقیہ او نیست۔

تجلی انیسوین

ہون ذات کے جسقدر شیونات
وہ جملہ ہین درج وحدۃ ذات

مقصد اسی اندراج کا ہے
عارف کا اسی سے مدعا ہے

ایسا نہین کل مین جزو آئے
مظروف اک ظرف مین سمائے

بلکہ موصوف مین ہین اوصاف
ملزوم مین لازم آگئے صاف

مثلا چوتھائی یا تہائی
اک ذات عدد مین ہے سمائی

لاکھون جتنے اگر بنینگے
ایک ہی مین وہ منطبق رہینگے

جتنی ہین یہ نسبتین عدد مین
وہ سب ہین مندرج احد مین

اصلا انکا نہین ہے اظہار
جبتک اک دو کی ہو نہ تکرار

یعنی ہے ایک دو کا آدھا
اور تین کا تیسرا ہے حصا

اس سے معلوم یہہ ہوا ہے
سب شے کا محیط بس خدا ہے

حق اور اشیا سے ہے یہ مفہوم
لازم کا احاطہ جیسے ملزوم

لائحهٔ نوزدهم

مراد باندراج کثرت شئون در وحدت ذات
نه اندراج جزو است در کل یا اندراج مظروف
در ظرف بلکه مراد اندراج اوصاف و لوازم
است - در موصوف و ملزوم چون اندراج
نصفیت و ثلثیت و ربعیت و خمسیت الی مالانهایه له
در ذات واحد عددی زیرا که این نسب
در وی مندرج اند و اصلاً ظهور ندارند مادام که
بتکرار ظهور در مراتب عدد و اثنین و ثلثه و
اربعه و خمسه واقع شود - و از اینجا معلوم
میشود که احاطهٔ حق سبحانه تعالی بجمیع موجودات
چو احاطهٔ ملزوم است بلوازم -

ظاہر کے وجود کے لباسات
باطن کے وجود کے ہین ستر

پائے اعیان داخلیہ
تشکل اعیان خارجیہ

ظاہر ہی نہین ہے کوئی صورت
خارج مین سوائے یک حقیقت

جو شان صفت کا ہین پاکر
تعداد و کثیر مین ہے باہم

لیکر احکام اور آثار
اس قید جہان مین ہے گرفتار

قانون کے پڑھے سبق بہت سے
گردانے ورق ورق بہت سے

دیکھا کہ کتب بھری ہین ساری
با ذات و شئون ذات باری

کیا کیا حدیث کر رکھی ہین یاد
جسم و جہت اور تعین ابعاد

ہم مین یہ سخن یہہ بات کب تک
حیوان معدن نبات کب تک
صرف ایک ہی ذات کا ہے اثبات
باقی سب وہم ہین شیونات

که تجلّی آئینه است مر باطن وجود را صورتِ
اعیانِ خارجیه گرفتند پس نیست در خارج
الّا حقیقتی واحد - که بواسطهٔ تلبّس بشئون
و صفات متکثر و متعدد مینماید - نسبت با آنان
که در مضیق مراتب محبوس اند و باحکام و آثار آن مقید -

رباعی

مجموعهٔ کون را بقانونِ سبق
کردیم تصفّح ورقاً بعد ورق
حقّا که ندیدیم و نخواندیم درو
غیر ذاتِ حق و شئونِ ذاتیهٔ حق

رباعی

تا چند حدیث جسم و ابعاد و جهات
تا کے سخن معدن و حیوان و نبات
یک ذات فقط بود محقّق نه ذوات
این کثرتِ وهمی شئون و نسبت و صفات

ممکن و واجب ہین رفع دونون
مطلق موجود ہی مین ضم ہون

موجود بذاتہ ہو خصلت
ہے عین وجود کی حقیقت

ہے ذات وجود پر نہ زاید
اسپر نہ وجود کوئی عاید

زاید نہ وجود کے سوا ہے
خود ہی موجود ہو گیا ہے

ظاہر کی صفت جو ہے یہان
اِسکے باطن کا وصف امکان

جب اِسکے شئون لباس پائے
اپنے ہی تجلیون مین آئے

ثابت اعیان ہین اِنکا حاصل
صورت ہی شئون کی کامل

ہون خواہ تشخصاتِ عالم
یا ہون وہ تعینات عالم

یا فصل ہون یا خواص ساری
سب ہین یہہ شئون اعتباری

وحدت مین تمام مندرج ہین
ایک ذات مین جملہ مندرج ہین

جب علم کے مرتبہ مین آئے
ثابت اعیان کی شکل پائے

پھر عین کے مرتبہ مین آکر
آثار وجود مین ہے باہر

وچون ما بہ الامتیاز بین الممکن و واجب را رفع کنی
ہر دو در موجود مطلق جمع شوند کہ عین حقیقت و
جود است و بذات خود موجود است۔
نہ بوجود زاید بر ذات خود۔ و وجوب صفتِ
ظاہر اوست۔ و امکان صفتِ باطن او۔
اعنی الاعیان الثابتۃ الحاصلۃ علی نفسہ متلبساً بشہونہ
و این ممیزات خواہ فصول باشند خواہ خواص
خواہ تعینات و تشخصات ہمہ شئون الہی اند
کہ مندرج و مندمج بودند در وحدت ذات اولاً
در مرتبۂ علم بصورت اعیان ثابتہ بر آمدند وثانیاً
در مرتبۂ عین بواسطۂ تلبس احکام و آثار
ایشان بظاہر وجود۔

تجلّی اٹھاروین

انواع کی گر خصوصیت کو — حیوان کے حدود سے اٹھا لو
افراد انواع کے رہینگے — لیکن حیوان ابھی کہینگے
نُطق و رہستی اگر نکل جاوے — انسان کی خصوصیت بدل جائے
انواع کے امتیاز ہون رفع — حیوانکی حقیقتون مین ہون جمع
گر یہہ جملہ ممیزات حیوان — جسمِ نامی مین ہین نُمایان
گر یہہ حیوان سے رفع ہونگے — جسمِ نامی مین جمع ہونگے
جسمِ نامی کے فصل کی قسم — ہے مندرج حقیقتِ جسم
جوہر سے ممیزاتِ جسمی — اٹھین تو رہے حقیقت اُسکی
معنی جوہر کے ہین اُصُولی — یعنی کہ نُفُوسی و عُقُولی

جوہر مین عرض مین جب نہو فرق
ممکن مین فصول سب رہین غرق

لائحہ نہر دہم

چون تشخصات و تعینات افراد و انواع مندرجہ تحت الحیوان
را رفع کنی افراد ہر نوعے در وے جمع شوند و چون ممیزات
آن انواع را کہ فصول و خواص اند رفع کنی ہمہ در حقیقت
حیوان جمع شوند - و چون ممیزات حیوان را و انچہ باو
در تحت جسم نامی مندرجست رفع کنی ہمہ در جسم نامی
جمع شوند -- و چون ممیزات جسم نامی را و آنچہ باوے
مندرجست تحت الجسم رفع کنی - ہمہ در حقیقت جسم
جمع شوند - و چون ممیزات جسم را و انچہ با او
مندرجست تحت الجوہر اعنی العقول و النفوس رفع
کنی ہمہ در حقیقت جوہر جمع شوند و چون مابہ الامتیاز -
بین الجوہر و العرض را رفع کنی ہمہ در تحت ممکن جمع شوند

عالم جو نہو تو ہو اُسے کیا
آدم جو نہو تو ہو اُسے کیا

ثابت یہہ ہوا ہے اُس بیان سے
اللہ غنی ہے سب جہان سے

دامانِ غنائے عشق ہے پاک
آلودہ کب اسکو کر سکے خاک

خود جلوہ گر و نظارہ گر ہے
تو مین نہ مین تو کیا خطر ہے

ہر شان اور وصفِ ہستی حق
معلوم ہے اُس مین اور محقق

محتاج بھی ہے تو ہے وہ اپنا
در ضمنِ مقیداتِ دنیا

محتاج فی قید سے بری ہے
مطلق وہ شہود سے غنی ہے

واجب بد و نیک سے غنی ہے
واحد تعداد سے بری ہے
جب اپنے مین سب کو دیکھتا ہے
پروا باہر کی اُسکو کیا ہے

وازین حیثیت از وجود جمیع موجودات مستغنی است کمال قال سبحانه تعالے۔

اِنَّ اللهَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ ه

رُباعی

دامانِ غناء عشق پاک آمد پاک
ز آلودگیٔ نمود ما مشتی خاک
چون جلوہ گر و نظارہ گر جملہ خود است
گر ما و تو در میان نباشیم چہ باک

رُباعی

ہر شان و صفت کہ ہستی حق دارد
در خود ہمہ معلوم محقق دارد
در ضمن مقیدات محتاج تجلیش
از دیدن آن غنای مطلق دارد

رُباعی

واجب ز وجود ما یکایک مستغنی است
واحد ز مراتب عدد مستغنی است
در خود ہمہ را چو جاودان می بیناست
از دیدن شان برون ز خود مستغنی است

برعکس اسکے کمالِ ذاتی — ظاہر ہوئی ذات خود بخود ہی

علمی عینی ظہور ہے یان — غیریّت و غیر و دوئی ہے یان

اس طرح ظہور یان ہے حاصل — جیسے مجمل مین ہے مفصّل

لازم بکمالِ ذاتیٔ حق — کہتے ہین جسے غنائے مطلق

احوال و شئونِ اعتبارات — احکام اور سب لوازمِ ذات

جو درج ہین سارے شیونمین — شامل ہین یہ سب حقیقتونمین

ہون خواہ حقایقِ الٰہی — یا ہون وہ حقایقِ کیانی

بالجملہ یہ کیفیات ساری — ہین درج بطونِ ذاتِ باری

کہتے ہین اسے غناءِ مطلق — مستغنی ہے اسی لئے حق

جتنی چیزین شئونمین ہین یا — سب ذات کے ہی بطونمین ہین

باجملہ مراتب و کمالات — ہین سارے شئون منشاءِ ذات

وحدت مین ہے اندراج کل کا — مانند ہین درخت جیسے گل کا

بخلافِ کمالِ ذاتی کہ ظہورِ ذاتست مر نفسِ خود را
در نفسِ خود واز برائی نفسِ خود بے اعتبار غیر و غیریت۔
و این ظہوریست علمی غیبی چون ظہور مفصل در مجمل
و غناءِ مطلق لازمِ کمال ذاتیست۔ و معنی
غناءِ مطلق آنست کہ شئون و اعتبارات
و احوالِ ذات باحکامہا و لوازمہا۔
علی وجہ کلی جملیکہ در جملہ مراتب حقائق الٰہی
و کونی مینماید۔ مر ذات را فی بطونہا
و اندراج الکل فی وحدتہا۔ مشاہد و
ثابت باشد۔ بجمیع صورہا۔ و احکامہا۔
کما ظہرت و تظہر و تثبت و تشاہد۔
فی المراتب۔

پورے ہین تمام انبیا مین — روشن ہین تمام اولیا مین
ہین بعض اُنہین سے چند اسما — جن سے کہ ہوا ظہور اشیا
جیسی جن مین تھی قابلیت — پائی ویسی ہی کاملیّت
پس جملہ شیون ذاتِ باری — کونی ہون یا کہ ہون الٰہی
ہو کر سب شاملِ حقیقت — پائی تفصیلِ واحدیت
ازلاً ابداً ہے ذات باری — ان مین متجلّی اور ساری
سب عالم مین بھی ہی صورت — کیا روح و مثال و حسِ شہادت
دنیا مین اور آخرت مین — الحاصل جملہ کیفیت مین
تحقیق و ظہور حق سے اسما — مقصود ہوا کمال اسما
جو وصف کمال کو ملا ہے — اک استجلا اور اک جلا ہے
پہلا ہے جلا ظہور جسکا — استجلا ہے شہود اسکا
عینی مین عیان ظہور کا حال — تفصیل مین ہے شہود اجمال

چون مکمل افراد انسانی از انبیا و اولیا -
و بعضی را استعداد ظهور بعضی است دون
بعضی علی اختلاف المذکور چون سایر موجودات
و حضرت ذات باحدیته جمیع شئونها الالهیة والکونیة
ازلاً و ابداً در جمیع این حقایق که تفاصیل مرتبہ واحدیت
اند ساریست و متجلی چه در عالم ارواح و غیب و چه در عالم
مثال و چه در عالم حس و شهادة چه در دنیا و چه در آخرت
و مقصود ازین همه تحقق و ظهور کمال اسمائیست که
کمال جلا و استجلاست کمال جلا یعنی ظهور او بحسب این
اعتبارات و کمال استجلا یعنی شهود او مر خود را بحسب همین
اعتبارات و این ظهور و شهود لیست عیانی
یعنی چون ظهور و شهود مجمل در مفصل -

خارج کے ممیزات اعیان — تمییز سے ہین یہہ سب نمایان

جسدم اعیان ثابت ذات — پائے ہین لباس اعتبارات

یان صورتین علم ذات حق کی — کہلائین حقایق کیانی

احکام ایسی حقیقتونکے — ق — تلبیس وجود مین جب آئے

ظاہر آثار ان کے ہوکر — تعداد وجود پائے باہر

احدیۃ جمع مین حقایق — سریان وجود کے ہین لایق

یا شان ظہور و حکم و آثار — سب کے سب آئے باحکیہ اظہار

اسماء الٰہی ان سے پیدا — پورے پورے ہوئے ہویدا

ہونے یہہ غنی وہ ذات احب — ظاہر ہوئے مختلف مراتب

یا صورت ضعف ہو کہ شدت — مغلوبیت کہ غالبیت

جن جن ناموسے ذات الٰہی — ویسی ویسی ہی شان پائی

کامل اسماسے جسمین آئے — کامل انسان اُسے بنائے

وصور معلومیه ذات متلبسةً
بهذه الاعتبارات حقایق کونیه است
وتلبّس ظاهر وجود باحکام و
آثار آنها موجب تعدد وجودیست۔
وبعضے ازین حقایق کونیه را
عند سریان الوجود فیها باحدیة
جمع جمیع شئونه وظهور آثارها واحکامها
باستعداد ظهور جمیع اسماء الٰهیت۔
سوی الوجوب الذاتی والاستغناء
علی اختلاف المراتب الظّهور
شدّةً وضعفًا وغالبیّةً
ومغلوبیّةً۔

اِس جا از روئے اعتبارات
تحقیق وجود کے موافق
ہے ایک حقایق کیانی
تحقیق کی شرط جب وُہ اُنکی
مشروط نہ ہوں تو ہے یہ حالت
اسماء الٰہیہ میں یہہ سب
صورت معلومیت میں آئی
صوفی بخطاب اصطلاحی
ظاہر میں جو ہو تو ہو تعدد
اور بعض ہیں ایسی اعتبارات
ہیں بعض میں اتصاف ذاتی
جس طرح تشخصات عالم

ہے جمع کی اتصاف بہ ثبات
پائے تفریق یاں حقایق
اور ایک حقایق الٰہی
پھر کوئی حقیقتوں میں اُسکے
مانند حیات و علم ارادت
اوصاف ربوبیت ہیں سب
اسم اور صفت کی شان میں
کہتے ہیں حقایق الٰہی
یہہ ہے نہ وجود کو تعدد
ہے ذات کو جن سے انتسابات
بر وجہ مراتب کوئی
فصل اور تعینات عالم

واعتبارات مرتبہ واحدیت بعضے ازان قبیل اند کہ
اتصاف ذات بآنہا باعتبار مرتبہ جمع است خواہ
مشروط باشند بتحقیق وجود بعضے حقایق کونیہ
چون خالقیت و رازقیت وغیرہما وخواہ
نباشند چون حیات وعلم وارادت وغیرہا
وانہا اسماء وصفات الٰہیہ وربوبیت اند
وصورت معلومیت ذات متلبسۃ
بہذہ الاسماء والصفات حقایق الٰہیہ است ۔
وتابہیں ظاہر وجود بانہا موجب تعدد وجودی نیست ۔ و
بعضے ازان قبیل اند کہ اتصاف ذات بانہا باعتبار مراتب
کونیہ است چون فصول وخواص وتعینات کہ
ممیزات اعیان خارجیہ اند از یکدیگر ۔

جب مہر فلک پہ ہو تو　　خیرہ رہتی ہے آنکھ اُسپر

گر ابر کی آڑ سے ہو ظاہر　　کچھ دیکھ سکیگا اسکو ناظر

تجلی سترھوین

پہلا ہے تعین اس کا وحدت　　وہ ایک ہے محض قابلیت

ہر قابلیت ہے اسمین شامل　　خارج نہین ایک سب ہین داخل

تجرید مین قابلیتِ ذات　　سب ہوئین نہ وصف و اعتبارات

ہو قابلیت سے بھی مُبَرّا　　ہو گا احدیت اِسم اُس کا

اِس مرتبہ کی ہے خاص خصلت　　باطن ازلیّت اوّلیّت

وحدت مین قابلے باثبات　　پائی ہین صفات و اعتبارات

وحدت مین حقیقتین ہین ساری　　وحدت مین ہوا شہود باری

پوری ہوئی وصف مین جو وحدت　　پیدا ہوئی اُس سے واحدیت

ہے واحدیت کی لازمیّت　　ظاہر ابدیت آخریت

رباعی

خورشید چو بر فلک زند رایت نور	در پرتو او خیره شود دیده ز دور
وانگہ کہ کند ز پردہ ابر ظہور	فالناظر یستطیع الیہ من غیر قصور

لائحہ ہفدہم

تعین اول وحدتیست صرف و قابلیتی است محض۔ مشتمل بر جمیع قابلیات۔ چہ قابلیت تجرد از جمیع صفات واعتبارات، و چہ قابلیت اتصاف بہمہ و باعتبار تجرد از جمیع اعتبارات تا غایتیکہ از قابلیت این تجرد نیز مرتبہ احدیت است۔ و مراوراست بطون و اولیت و ازلیت۔ و باعتبار اتصاف او بجمیع صفات واعتبارات مرتبہ واحدیت است۔ و مراوراست ظہور و آخریت و ابدیت۔

بس پاک وہی ہے حق تعالیٰ — شدت سے ظہور پانے والا
پوشیدہ ظہور نور سے ہے — ظاہر فرطِ ستور سے ہے
اُسکی جو ہے ذاتِ صرفِ مطلق — مخفی اسیوجہ سے ہوا حق
بروجہ تعین و مظاہر — ظاہر ہوا خلق ہی کی خاطر
یعنی ہے ظہور کا یہ باعث — صورت پائی ہے جنکے حادث
مظہر مین اُسی کی ذات دیکھو — ظاہر بہ تعینات دیکھو

اُس گل سے کہا کہا نہ عشوہ — ہر لحظہ چھپا نہ اپنا چہرہ
پھر وہ ہنسا یہ ہنس کے بولا — یون غنچہ دہان نے بھید کھولا
خوبون کی مثل یہان کہان ہے — برعکس معاملہ یہان ہے
در پردہ عیان ہین ہم جہان مین — بے پردہ نہان ہین ہم جہان مین

کیونکر رخ بے نقاب دیکھین — دیدار کو بے حجاب دیکھین
پورا جب آفتاب چمکے — کیا اُسکی چمک پہ آنکھ ٹھہرے

فسبحان اللہ من احتجب بمظاہر نورہ وظہر باسبال ستورہ خفائے او باعتبار صرافت و اطلاق ذات است و ظہور او باعتبار ظاہر و تعینات ۔

رُباعی

باگل رخ خویش گفتم ای غنچہ دہان
ہر لحظہ مپوش چہرہ چون عشوہ دہان
زد خندہ کہ من بعکس خوبان جہان
در پردہ عیان باشم و بے پردہ نہان

رُباعی

رخسار تو بے نقاب دیدن نتوان
دیدار تو بے حجاب دیدن نتوان
تا دام کہ در کمال اشراق بود
سرچشمۂ آفتاب دیدن نتوان

علم[1] و نور[2] و وجودِ[3] ذاتی
ہے نسبتِ علم سے یہ پیدا
لازم ہوئی نور سے یہ نسبت
نکلی ہے وجود سے یہ خصلت
اور مرتبۂ شہود سے یان
ظاہر ہے شہود مین یہ نسبت
اس نور کا ہے ظہور جس جا

چوتھی نسبت شہود[4] ذاتی
عالم معلوم ہین ہویدا
جسمین ہے ظہور و ظاہریت
موجودیت اور واحدیت
شاہد مشہود کا ہے سامان
مشہودیت اور شاہدیت
ظاہر مین بطون سے آئی اس جا

نسبت باہم ہوئی یہ ظاہر
باطن ظاہر اور اول آخر

پہر دوسری تیسری تجلّی
پہر جملہ نسبت ہی اور اضافات
بڑہتے جو رہے نسب اور اسما

جبتک رہے ذاتِ حق کی مرضی
دونے ہوتے چلے بدرجات
بڑہتا ہی چلا ظہور و اخفا

نسبت علم و نور و وجود و شہود متحقق گشت
و نسبت علم مقتضی عالمیت و معلومیت شد
و نور مستلزم ظہور و ظاہریت و مظہریت و وجود و شہود
مستتبع واجدیت و موجودیت۔ و شاہدیت
و مشہودیت و ہمچنین ظہور که لازم نور است
مسبوق است به بطون و بطون را تقدم
ذاتی و اولیت است نسبت با ظہور۔
پس اسم اول و آخر و ظاہر و باطن متعین
شده ہمچنین در تجلی ثانی و ثالث
الی ماشاء الله نسب و اضافات متضاعف
می شود و ہر چند تضاعف نسب
و اسماء او بیشتر ظہور او بلکہ خفاء او بیشتر۔

ہر شان مین ذات تیری بی عیب — پاک اور پاکیزہ ہے تو لاریب

کیا کہئے جو کیفیت تری ہے — تو کیف سی اَین سے بری ہے

قاصر دریافت سی زبان ہے — تو کیسا ہے اور تو کہان ہے

معقول کی رو سے ہے یہی بات — غیر اپنے صفات سی رہی ذات

در اصل ہین سب صفات باری — تحقیق مین عین ذات باری

تجلی سولہوین

پاک اور منزہ حق کی ہے ذات — جسمین نہ نسبت ہین اضافات

وہ ذات جو سب سے ہے معرّا — اسماء وصفات سے مُبرّا

تھی اس کی توجہ اِس بنا پر — ظاہر عالم مین ہو وہ آکر

اسما وصفت کا مقتضے تھا — عالم مین ہوی جو جلوہ فرما

سب سی پہلی تجلی پاکر — ظاہر ہوئی آپ ہی ہین آکر

پہلا ہے تعین اس کا وحدت — پائین تحقیق چار نسبت

رُباعی

اے در ہمہ شان ذات تو پاک از ہمہ شین
نے در حق تو کیف توان گفت نہ این
از روے تعقل ہمہ غیر اند صفات
با ذات تو از روئے تحقق ہمہ عین

لائحہ شانزدہم

ذات من حیث ہی از ہمہ اسما و صفات معراست
و از جمیع نسب و اضافات مبّرا ۔
اتصاف او باین امور باعتبار توجہ
اوست بعالم ظہور ۔ در تجلّی اول کہ
خود بخود بر خود نمود ۔

ہون علم کے وصف جسمین سالم
سب لوگ اسے کہینگے عالم

قادر کی صفت ہوئی ہی قدرت
اور وصف مرید ہی ارادت

موصوف و صفت بحسب مفہوم
دونون ہین غیریت ہے معلوم

جیسا ہی بہم صفات ہین فرق
ویسا ہی صفات و ذات مین فرق

ہستی کی نظر سے تم جو دیکھو
ذات و صفت کو عین پاؤ

اس فرق کو اس طرح نہ جانو
ذات اور صفت کہین جدا ہو

اس جا نہ وجود کی ہی کثرت
جسکو نہ عدد سی کچھ ہی نسبت

اسکا کوئی حصر و حد نہین ہے
ذات اسکی مگر عدد نہین ہے

ایک ہی ہے وجود ہستئ ذات
اسم و صفت اسکے اعتبارات

مثلاً عالم ذات است باعتبار
صفت علم و قادر باعتبار
قدرت - و مرید باعتبار
ارادة و شک نیست کہ اینہا
چنانکہ بحسب مفہوم بایکدیگر متغایراند
مر ذات را نیز متغایراند
اما بحسب تحقق و ہستی عین
ذات‌اند بآن معنی کہ آنجا
وجوداتِ متعدد نیست
بلکہ وجودیست واحد
و اسما و صفات نسب
و اعتبارات او -

خارج مین کوئی سوا نہین ہے — موجود اس سی جدا نہین ہے

عارض مین جہانکے ساری موجود — اس سی قایم ہے جملہ بے بود

ذوقِ عرفاءِ دین یہی ہے — قولِ اہل یقین یہی ہے

ہے اسم وجود حق کو زیبا — سچے ہین وجود کے یہ معنے

پہلا تہا قول فیلسوفی — اور دوسرا عین ذوقِ صوفی

ہے عقل مین اہل فلسفہ کی — عارض اعیان کی ہے یہ ہستی

لیکن ہین جو ذی شہود عارف — ہین اُنکے مکاشفات کاشف

عارض ثابت ہین جملہ اعیان — معروض وجودِ ذات سبحان

اس ذات کی جو صفات ہونگی — اک جہہ سے غیر ذات ہونگی

اک جہہ سی عین ذات ہین یہ — خود ذات ہی سب صفات مین ہے

وان غیر ـ رہ عقول سی ہین — یان عین ـ رہ فحول سے ہین

مثلاً جسمین ہون وصف جیسے — موصوف کی اسم بھی ہون ویسے

وفی الحقیقة غیر از وے موجودے نیست در خارج بلکہ باقی موجودات عارض وے اند و قایم بوے چنانکہ ذوق کُمّل کبرای عارفین و عظمای اہل یقین بآن گواہی مید ہد و اطلاق این اسم بر حضرت حق سبحانہ بمعنی ثانیست نہ بمعنی اول۔

رُباعی

ہستی بقیاس عقل اصحاب نمود	جز عارض اعیان و حقایق نہ نمود
لیکن بمکاشفات ارباب شہود	اعیان ہمہ عارض اند و معروض وجود

لائحہ پانزدہم

صفات غیر ذات اند من حیث ما یفہمہ العقول و عین ذات اند من حیث التحقق والحصول۔

بیرنگ وہی ہے یار دلخواہ قانع نہو رنگ پر تو ناگاہ
بیرنگ کی رنگ ہین یہ واللہ مَنْ اَحْسَنُ صِبْغَۃً مِنَ اللہ
اللہ کے رنگ سے بھی خوشتر اے دل دیکھا ہے کوئی دلبر

تجلی چودھوین

حکماء محققین کے نزدیک سارے متکلمین کے نزدیک
ہین لفظ وجود کے یہ معنی اپنی تحقیق سے یہ جانا
یعنی ہے حصول اور تحقُّق جسکا مصدر سے ہے تعلُّق
ہین یہ مفہوم اعتباری باتین یہ عقل کی ہین ساری
اُنکی ہے یہ فلسفہ بیانی معقول مین از قبیل ثانی
خارج مین کوئی نہین برابر بلکہ عارض ہے ماہیت پر
بعضون نے وجود کی حقیقت اسطرح کہی ہے یا کے لذّت
بالذات وجود کی ہے ہستی جس سے موجود کی ہے ہستی

رُباعی

پس بیرنگست یار دلخواہ ایدل	قانع نشوی برنگ ناگاہ ایدل
اصل ہمہ رنگہا ازان بیرنگیست	مَن اَحسَنُ صِبغَۃً مِنَ اللّٰہ ایدل

لائحہ چہاردہم

لفظ وجود را گاہ بمعنی تحقق وحصول کہ معانی مصدریہ ومفہومات اعتباریہ اند۔ اطلاق میکنند وبدان اعتبار از قبیل معقولات ثانیہ است۔ کہ در برابروے امرے نیست درخارج۔ بلکہ ماہیات را عارض میشود در تعقل چنانکہ محققان حکما ومتکلمین تحقیق آن کردہ اند۔ وگاہ لفظ وجود میگویند وحقیقتی میخواہند کہ ہستی وے بذاتِ خود است۔ وہستی باقی موجودات بوے۔

اِس مین نہ تنزّل و تغیّر | اِس مین نہ تعدُّد و تکثّر
وہ ساری نشانسی بے نشان ہے | اور اُس کا مقام لامکان ہے
آنکھون مین نہ علم مین سمائے | وہ ذہن و خیال مین نہ آئے
سب چند اور چون ہین اس سے پیدا | اور وہ بے چند و چون ہویدا
اُس سے ہر چیز کی ہے پہچان | ادراک کی حد سے دُور اسی جان
یہ تاب کہان جو سر کی آنکھین | دیدارِ جمالِ یار دیکھین
اور اس کا جمال دیکھنے کے | دل کے دیدے رہے ندیدے

ای شوق مین تیرے بیخودی سے | ہُون تجھ پہ نثار اپنے جی سے
تو فوق بھی اور تحت بھی ہے | پر فوق سے تحت سے بری ہے
ہے نسبت وجود سب کا دائم | سب تیری وجود سے ہے قائم

ہے ذات تیری وجودِ خالص
تیری ہستی نہین ہے ناقص

و مبرّا است از وصمتِ تعدد و تکثر و تحول از ہمہ نشانہا بے نشان نہ در علم گنجد و نہ در عیان ہمہ چیز ہا و چون ہا ازو پیدا۔ و او بے چند و چون ہمہ چیز ہا با و مدرک۔ و او از احاطہ ادراک بیرون۔ چشم سر در مشاہدہ جمال او خیرہ و دیدۂ سر بے ملاحظۂ کمال او تیرہ۔

رُباعی

یا مَن ہو کَ کُنتُ بِالرُّوحِ سَمِحتُ
ہَم فوقی و ہم تحت نہ فوقی نہ تحت
ذاتِ ہمہ جز وجود قایم بہ وجود
ذاتِ تو وجودِ سازج و ہستی بحت

مثلاً اگر عمرِ جاودانی — کی صرف بھی اسمین ہوکے فانی
سمجھے نسبت نہ مینے پائی — دولت ابتک نہ ہاتھ آئی
اس کام کا حق بجا نہ لایا — پورا کرنا مجھے نہ آیا

مین کیا کہون عشق نے کیا کیا — دل کی پردون کو جبکہ چھیڑا
دیکھو تو اثر یہہ زمزمے کا — مین بن گیا عشق خود سراپا
ایسا احسان عشق کا ہو — حق شکر کا مجھسے کیا ادا ہو
میرے امکان سے ہے یہ باہر — شکر اسکا ادا کرون جو دم بھر

تجلی تیرہوین

حق کی ہی حقیقت اسکی ہستی — جسکو نہ گھٹاؤ ہے نہ پستی
تغیر سے پاک ہی یہ بالکل — اور اسمین نہین ہے کچھ تبدل
بڑہنا گھٹنا نہین ہے اسکو — ایسا نہ عدد ہے گنئے جسکو
انداز و شمار سے ہے بی عیب — مقدار سے بھی بری ہی لاریب

کہ اگر فی المثل عمر جاودانی صرف آن نسبت کند ہیچ نکردہ باشد و حق آن کما ینبغی بجا نیاوردہ۔

رباعی

برعود دلم نواخت یک زمزمہ عشق
زان زمزمہ ام زپای تا سر ہمہ عشق
حقا کہ بعہد ہا نیایم بیرون
از عہدۂ حق گذاریٔ یکدمہ عشق

لائحہ سیزدہم

حقیقت حق سبحانہ جز ہستی نیست و ہستی او را انحطاط و پستی نے۔ مقدس است از سمت تبدل و تغیر۔

جب پائے مشاہدہ و لسی لذت　　ہو دور مجاہدوں کی کلفت
دل مین جب یار جان جانا ہو　　اغیار کا پھر پتا کہان ہو
اُس دم بزبان عاشقانہ　　گائے مستی مین یہہ ترانہ

ای یاد مین تیری یہ میری جان　　مثل بلبل ہے مست ہر آن
مین نے تری یاد مین یہہ پایا　　میرے غم کا ہے پست پایا
اس یاد مین ذوق کا یہ ہے حال　　لذات جہان کی سب ہوئین پامال

تجلی بارہوین

اللہ کی یاد کرتے کرتے　　دم اُسکی طلب کا بھرتے بھرتے
طالب اپنے مین ایسی نسبت　　جب پا کے اوٹھائے اُس سے لذت
لازم ہے بڑھائے اسکی قوت　　ہارے نہ وہ تربیت مین ہمت
جو چیز کہ اُسمین آئے حائل　　اُس چیز پہ ہو کبھی نہ مائل
اسباب کو سچے دل سے مانے　　اور اپنے یقین سے یہ جانے

ولذت مشاهده در جمالش آویزد۔ خاطر از مزاحمت اغیار بپردازد و زبانِ حالش بدین ترانهٔ ترنم آغازد

رباعی

کای بلبلِ جان مست بیادِ تو مرا
وی پایهٔ غم پست بیادِ تو مرا
لذاتِ جهان را همه در پا فگند
ذوقیکه دهد دست بیادِ تو مرا

لائحه دوازدهم

چون طالبِ صادق مقدمهٔ نسبت جذبه را که الذ اذ است بیاد کردن حق سبحانهٗ در خود بازیابد۔ می باید که تمامی همت را بر تربیت و تقویت آن گمارد۔ واز هرچه منافی آنست خود را باز دارد و چنان اند

جز ذاتِ مُقدس الٰہی — باقی نہ رہے شعور کچھ بھی
توحید یہی ہے عارفونکی — اور سیر یہی ہے سالکونکی
توحید رجوع ہے خُدا سے — خالی رہے قلب ما سوا سے
اُس جا کی ہے رہ سُن تو بندے — پر بھی مارین نہ وان پرندے
ہمنے وہ دکھائی ہے تجھے سیر — کچھ جانے اگر تو منطق طیر

تجلی گیارہوین

دنیا مین جو یہ ہوا ہوس ہے — انسان پہ جبتک اسکا بس ہے
دل پر پھندا پڑا رہیگا — اس نسبت سے جُدا رہیگا
پائے جب حق کا لطف انساں — پیدا جذبات کے ہون آثار
عقل و حس سے جو مشغلہ تھا — اسدم باطن سے دور ہوگا
غلبہ لذّت کا اس قدر ہو — جسمی لذّت سے بیخبر ہو
اور روح کی جسقدر ہو راحت — اُسکو بھی بھلائیگی یہ لذت

رباعی

توحید بعرف صوفی ای صاحب سیر
تخلیص دل از توجه اوست بغیر
رمزی ز نهایت مقامات طیور
گفتم بتو گر فهم کنی منطق طیر

لائحه یازدهم

تا دام که آدمی بدام هوا و هوس گرفتار است
دوام این نسبت از وی دشوار است
اما چون آثار جذبات لطف در وی ظهور کند
و مشغلهٔ محسوسات و معقولات
را از باطن وی دور افگند التذاذ بآن
غلبه کند بر لذات جسمانی و راحات
روحانی کلفت مجاهده از میان
برخیزد

گر اپنی بقا فنا مین چاہے
تو گردِ فنا کو بھی نہ پائے
اور ایسی فنا سے تیری ہستی
اک دانہ جو بھی کم نہو گی
جبتک اک بال بھی برابر
باقی تجہ مین شعور ہو گر
فانی ہرگز نہین تو واللہ
ہے بلکہ رہِ فنا سے گمراہ

تجلی دسوین

توحید کا اصل ہے یہ معنیٰ
اِس دلکو بنایئے یگانہ
یعنی دل کو لگا خدا سے
منہ موڑ لے حق کے ماسوا سے
دنیا کے ارادے اور طلب سے
دل پہیر لے الغرض تو سب سے
اشیاءِ جہان ہون جتنے معلوم
معروف جو کام ہون کہ مفہوم
جو عقل مین علم مین ہون تیرے
دلکی آنکہونکو اس سے پہیرے
مطلوب بنا خدا کو اپنے
مرغوب بنا خدا کو اپنے
دنیا پہ نہ التفات کرنا
ہر دَم دم اپنے رب کا بہرنا

رباعی

زین سان کہ بقاء خویشتن میخواہی | از خرمن ہستیت جوی گی کاہی
تا یکسر مو ز خویشتن آگاہی | گردم نہ نئی از رہ فنا گمراہی

لائحہ دہم

توحید یگانہ گردانیدن دلست۔ یعنی تخلیص و تجرید او از تعلق باسوائے حق سبحانہ ہم از روے طلب وارادت وہم از جہت علم و معرفت یعنی طلب وارادت او از ہمہ مطلوبات و مرادات منقطع گردد وہمہ معلومات ومعقولات از نظر بصیرت او مرتفع شود۔ از ہمہ روے توجہ بگرداند۔ و بغیر حق سبحانہ تعالیٰ آگاہی وشعورش نماند

جسدم جسکا فنا ہو شیوہ — اور فقر بھی اُسکا ہو طریقہ
کیا کام ہے کشف اور یقین سے — کیا واسطہ معرفت سے دین سے
جب آپسے خود وہ کھو گیا ہے — باقی اللہ اللہ ہی ہو گیا ہے
ارشاد نبیؐ یہ حق ہے واللہ — ہی فقر کی انتہا ہو اللہ

تجلی نوین

عارف کی غرض یہ ہی فنا سے — رکھے نہ شعور ماسوا سے
باطن پہ ظہور حق کی شدّت — جب ہو تو ہے ماسوا سے غفلت
جب ایسی فنا کی بھی فنا ہو — تمیز کا پھر نہ حوصلہ ہو
ہی درج فنا۔ فنا فنا کی — صورت ہی یہی فنا بقا کی
فانی کو فنا کا ہوش گر ہے — وہ اصل فنا سے بیخبر ہے
ایسے فانی کو اس فنا کو — اللہ کے ماسوا ہے جانو
باقی ہو اگر فنا مین تمیز — پھر ایسی فنا فنا ہے ناچیز

رباعی

آنرا که فنا شیوه و فقر آیین است | نی کشف و یقین نه معرفت نی دین است
رفت او ز میان همین خدا ماند خدا | الفقر اذا تم هو الله این است

لائحہ نہم

فنا عبارت از آنست که بواسطۀ استیلای ظهور هستی حق بر باطن به ماسوای او شعور نماند و فنای فنا آنکه بآن بی‌شعوری هم شعور نماند و پوشیده نباشد که فنای فنا در فنا مندرج است زیرا که صاحب فنا را اگر به فنای خود شعور باشد صاحب فنا نباشد بجهت آنکه صفت فنا و موصوف آن از قبیل ماسوای حق اند سبحانه پس شعور بآن منافی فنا باشد

جیسی نسبت تری قوی ہو
کوشش اسمین ضرور کرنا
تا ہستیِ حق ظہور پائے
تجکو تجہسے وہ چہین لے گا
باقی تجہ مین رہے نہ پہر ہوش
یکتا ہی وہی وہی صمد ہے

خطرے وسواس مین کمی ہو
دل سے خطرونکو دور کرنا
جب سے دل تیرا نور پائے
غیرونسے تجھے چہڑا ہی دیگا
اس ہوش سے بھی تو ہو فراموش
واحد ہی وہی وہی احد ہے

یارب ہو مدد کہ مین ہون عاصی
اس میری دوئی سے دے خلاصی

بدسے چہوٹون بد یسے نکلون
خودسے بیخود مجھے بنا کر

اپنے سے اور خودیسے نکلون
اپنی ہستی مین تو فنا کر

کچھ کام رکھون نہ پہر کسی سے
باز آؤن خودی و بیخودیسے

هر چند خواطر منتفی تر وساوس مختفی تر آن نسبت قوی تر۔ کوشش می باید کرد تا خواطر متفرقه از ساحت سینه خیمه بیرون زند۔ و نور ظهور هستی حق سبحانه بر باطن پرتو افگند ترا از تو بستاند۔ و از مزاحمت اغیار برهاند۔ نه شعور بخودت ماند و نه شعور بعدم شعور۔

بَل لَمْ يَبْقَ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْاَحَدُ

رباعی

یارب مددی کز دوئی خود برهم
در هستی خود مرا ز خود بیخود کن

از بد برهم و ز بدئی خود برهم
تا از خودی و بیخودئی خود برهم

یون تو بر سون ہی مجھسے پنہان | پر چھپ سکا وہ مہر تابان
ہرگز مرے وہم تک نہ آئے | یعنی وہ کبھی زوال پائے
ہر دم ہر اک سے اور ہر جا | تیری صورت کا ہی تماشا
آنکھون مین ہی دلمین ہی تو ہر جان | تیرا ہی خیال تیرا ارمان

تجلی آٹھوین

حاصل کرنے مین ایسی نسبت | جیسی واجب ہی تجکو مدت
جسمین اک پل نہ رائیگان ہو | بیکار نہ تو کسی زمان ہو
ساتھ اسکے بڑہا تو کیفیت کو | قائم رکھ ایسی حیثیت کو
دہندے دنیا کے چھوڑ دینا | منہ شکل جہان سے موڑ لینا
جیسی نسبت اتم ہو تجکو | کیفیت بھی اہم ہو تجکو
وہم اور خطرونکو دور کر دے | دل کو بس نور نور کر لے
جد و جہد اسمین کر تو کامل | بے کوشش یہ نہو گا حاصل

رباعی

گرچہ نمی نمائیم سال بسال
دارم ہمہ جا با ہمہ کس در ہمہ حال

حاشا کہ بود مہر ترا وہم زوال
در دل ز تو آرزو و در دیدہ خیال

لائحۂ ہشتم

ہمچنانکہ امتدادِ نسبت مذکورہ بحسب شمول جمیع اوقات و ازمان واجبست ہمچنین ازدیاد کیفیتِ آن بسبب تعرّی از ملابسہ اکوان و تبرّی از ملاحظہ صورِ امکان اہم مطالبست و آن جز بجہدے بلیغ و جدّے تمام در نفیِ خواطر و اوہام میسّر نگردد۔

ہستی کا کہین لباس ہو شوق
پہ جس سے جمال مطلق چمکے
دل محوِ تجلیِ خدا ہو
جان اسکے ہی شوق مین فنا ہو

تجلی ساتوین

نسبت کی بڑہا کے دل مین خواہش
لازم ہی کہ اسکی رکھے ورزش
یعنی کوئی وقت کوئی حالت
اس سے خالی رہے نہ نسبت
سوتے کہاتے اور آتے جاتے
باتین سنتے بہی اور سناتے
جملہ حرکات ہون کہ سکنات
مصروف رکھ ان مین اپنے اوقات
یادِ حق سے ہنو تو باہر
ناظر دیدہ وسنے دل سے حاضر
اپنے ہر دم پہ ہوش رکہنا
حق کی باتون پہ گوش رکہنا
اس بات مین اب نہ کاہلی کر
غفلت سے یہان نہ جاہلی کر
خالی کوئی دم نکل نہ جائے
اس رہ سے قدم پھسل نہ جائے

رباعی

گر باشد کسی که با هستی شده شق | تابان گشته جمال وجه مطلق
دل در سطوات نور او مستهلک | جان در غلبات شوق او مستغرق

لائحه هفتم

ورزش این نسبت شریفه می باید کرد بر وجهی که در هیچ وقتی از اوقات و حالتی از آن حالات خالی نباشی چه در آمدن و در رفتن و چه در خوردن و خفتن۔ و چه در شنیدن و گفتن۔ و بالجمله در جمیع حرکات و سکنات حاضر وقت می باید بود۔ تا بطالت نگذرد بلکه واقف نفس باشی تا بغفلت بر نیاید۔

ہستی کا تری نہو اثر کچھ — تجکو نرہے تری خبر کچھ
اپنی جانب جو رخ ہو تیرا — اُسکی ہی طرف وہ رخ رہیگا
جس بات کو تو کہے کہ میری — وہ بات اسیکی ہو نہ تیری
تہا وہ جو مقید اب ہو مطلق — ہوجائے انا الحق اب ہو الحق

گل کی دہن ہی میں بنگیا گل — بلبل کا ہی دہیان تو ہی بلبل
تو جزو ہے اور کل خدا ہے — اس جزو سے کل کہان جدا ہے
اِس فکر مین تو اگر رہے گا — گل کی دہن ہی مین گل بنیگا

جب دم تن جان سے ملا ہی — تو ہی مقصد مرا بنا ہے
باقی تو رہے مین اب فنا ہون — خود آپ مین آپ کہو گیا ہون
مرنا جینا جو کچہ مرا ہے — تو ہی تو اس سے مدعا ہے

کہتا ہون جو مین یہ مین ہی تیری
مین سے تو ہی غرض ہے میری

و هستی تو از نظر تو برخیزد اگر بخود روئے آوری روئے باو آورده باشی۔ و چون از خود تعبیر کنی۔ تعبیر از و کرده باشی۔ مقید مطلق شود۔ و انا الحق هو الحق گردد۔

رباعی

گر در دل تو گل گذرد گل باشی
ور بلبل بیقرار بلبل باشی
تو جزوی و حق کلست اگر روزی چند
اندیشهٔ کل پیشه کنی کل باشی

رباعی

ز آمیزش جان و تن توئی مقصودم
وز مردن و زیستن توئی مقصودم
تو دیر بزی که من برفتم ز میان
گر من گویم ز من توئی مقصودم

صارت کانہا الوجود کل
بس ہو گیا کل وجود بالکل

جسم و پیکر ہین عام خلقت
شدت سے ہوئی ہی محوِ حیرت

آتی نہین اس سے باز ہرگز
رکھتی نہین امتیاز ہرگز

مضمون یہ جناب مولوی سے
ظاہر ہے کتاب مثنوی سے

اس فکر مین ہو تو اے برادر
ہڈی بیٹھے مین تیرا ایکسر

گل کی جو ہو وہ تو ہو گلشن
کانٹا ہو تو بنگیا ہے گلخن

لازم کوشش ہے تجھکو اسجا
اپنی ہی نظر مین آپ چھپجا

بہتر ہے جسکی ذات کا دم
ہو اسکی حقیقتو سے ہمدم

یعنی اشیاء جہان کی ساری
ہین جلوہ گہِ جمال باری

عالم کے مراتب اور درجات
اسکے ہی کمال کے ہین آیات

کچھ دن نسبت یہ رکھے پیہم
یا تنک کہ ہو تیری جان ہمدم

عبارت کانّما الوجود کلّہ وایضا

عموم خلائق بواسطۂ شدت اتصال بدین صورت جسمانی
وکمال اشتغال بدین پیکر ہیولانی چنان شدہ اند
کہ خود را ازان باز نمیدانند وامتیاز نمی توانند

وفی المثنوی المولوی قدس سرہ

ای برادر تو ہمین اندیشۂ	مابقی تو استخوان وریشۂ
گر گلست اندیشۂ تو گلشنی	ور بود خارے تو ہمہ گلخنی

پس باید کہ بکوشی - وخود را از نظرِ خود بپوشی
وبر ذاتی اقبال کنی - وبحقیقتے اشتغال نمائی
کہ درجاتِ موجودات ہمہ مجالیٔ جمالِ او نید
ومراتبِ کائنات مرائی کمالِ او - وبرین نسبت چندان
مداومت نمائی کہ باجان تو در آمیزد

لطف قامت سے کیا ملیگا
اچھی صورت کو کیا کریگا

کیون زلف کے سلسلہ مین اُلجھا
کیون مار کو یار اپنا سمجھا

ہوگا تیرا نہ یہ مؤید
نادان یہ حُسن ہے مقیّد

حُسن اسکا ہی ہر طرف نمایان
مطلق ہی جمال جسکا تابان

تجلی چھٹی

انسان سے ہی جسم مین کثافت
ہی روح کی وجہ سے لطافت

جس سمت ہوا اگر یہ مائل
کرتا ہی اُسی کا حکم حاصل

جس چیز یہ دل سے آئیگا وہ
اس چیز کا رنگ لائیگا وہ

حکما نے یہ قول جو کہا ہی
بالکل وہ درست ہی بجا ہے

صورتین مطابق حقایق
ظاہر ہے جبکہ نفس ناطق ق

احکام اُسکے ہون جتنے صادق
تحقیق سے آئین جب موافق

رباعی

از لطفِ قد و صباحت چہ کنی ؛ ورسلسلۂ زلفِ مجعد چہ کنی
از ہر طرفے جمال مطلق تابان ؛ ای بیخبر از حسن مقید چہ کنی

لائحہ ششم

آدمی اگرچہ بسبب جسمانیت در غایتِ کثافت است اما بحسب روحانیت در نہایت لطافت است بہرچہ روئے آرد حکمِ آن گیرد۔ و بہ ہرچہ توجہ کند رنگ آن پذیرد

ولہذا حکما گفتہ اند

چون نفسِ ناطقہ بصور مطابق حقائق متجلی شود وباحکام صادق آن متحقق گردد

جتنے مطلق صفات ہین کل
کلی سے کئے ہین یان تنزل
جزوی ہین فرو دیا گئے ہین
تقئیدِ جہان مین آ گئے ہین
اسدم تجھسے یہی ہے امید
اطلاق مین جا تو چھوڑ تقئید
اِس جزو سے کل کی راہ لینا
اس گنج کو ہاتھ سے نہ دینا
جزو و کل مین نہین اُلجھنا
دونون کو بس ایک ہی سمجھنا
تقئید مین یون تو بہ بجائے
مطلق سے کہین تو رہ نہ جائے

کرتا تہا گلون کا مین تماشا
اِس باغ مین شمعرو نے دیکھا
بولا وہ عجب ادا سے مجکو
سوجھی کیا اس چمن مین تجکو
مین جز ہون یہ گل ہین میری ڈالی
جز چھوڑ کے شاخ کی ہوا لی

وبالجملہ ہمہ صفات اوست کہ از اوج کلیت و
اطلاق تنزّل فرمودہ۔ در حضیض جزوئیۃ
وتقیید تجلّی نمودہ۔ تا تو از جزو
بہ کل راہ بری۔ واز تقیید باطلاق
روئے آوری نہ آنکہ جزو را از کل
ممتاز دانی وبقید از مطلق
باز مانی۔

رباعی

رفتم بہ تماشار گل آن شمع طراز
چون دید میان گلشنم گفت بناز
من اصلم و گلہائے چمن فرع من است
از اصل چرا بفرع میمانی باز

گر تو رہے لا بقا پہ مائل — ہوگا تیر فنا کا گھائل
مر کر تو جدا ہو گر کسی سے — چھوڑ اسکو تو اپنے جیتے جی سے

زر ہو ترے پاس یا کہ فرزند — ظاہر ہو کہ وہ رہینگے تا چند
خوش دل ہو وہ جان و دل سے اپنے — ملجائے جو جا کے اہل دل سے

تجلی پانچوین

ایسا ہے جمیل میر اصاحب — اطلاق اسکے لئے ہی واجب
اور ہے وہی ذو الجلال والافضال — رکھتا نہین کوئی اپنی تمثال
جس شئے مین جو ہی جمال ظاہر — جس چیز مین ہی کمال ظاہر
اسکے ہی جمال کا ہی یہ ضو — اسکے ہی کمال کا ہی پرتو
سب جا روشن ہی نور اسیکا — ہر ایک مین ہی ظہور اسیکا
کوئی دانا یہان اگر ہے — اسکی دانائی کا اثر ہے
آئے جو ترے نظر مین بینا — اسکی بینائی کا ہی ثمرا

رباعی

چیزیکه نه روی در بقا باشی ازو
آخر هدف تیر فنا باشی ازو
از هرچه بمردگی جدا خواهی شد
آن به که بزندگی جدا باشی ازو

رباعی

ای خواجه اگر مال و اگر فرزند است
پیداست که مدة بقایش چند است
خوش آنکه دلش بدلبری دربند است
کش با دل و جان اهل دل پیوند است

لائحه پنجم

جمیل علی الاطلاق ذو الجلال والافضال است
هر جمال و کمال که در جمیع مراتب ظاهر است
پرتو جمال و کمال اوست - آنجا تافته و ارباب
مراتب بدان سمت جمال وصف کمال یافته - هر کرا
دانائی دانی اثر دانائی اوست - و هر کجا بینائی بینی ثمره بینائی اوست

ارمانون مین تو کیون گھرا ہے — کیون دارِ فنا کا مبتلا ہے
فانی پہ کیا ہے کیون بھروسا — ہین سب یہ مزخرفات بیجا
دنیا سے تو اپنا دل اُٹھا کر — اللہ سے اسکو آشنا کر
ہاتھ اپنا جہان سے اُٹھا لے — ہو جا اللہ کے حوالے
باقی نہ یہان کوئی رہیگا — وہ ہے وہی تھا وہی رہیگا
اور اسکی بقا مین کوئی حادث — ہوتا ہی نہین فنا کا باعث

صورت دلکش نظر جو آئے — اِسکو تجہ سے فلک چھڑائے
دل اُس سے ملا مزا ملیگا — جو ساتھ ہی تیرے اور رہیگا

وہ وقت گیا گیا زمانا — قبلہ بتخانے کو بنانا
دل پر اِسکے فراق و غم کا — پورا ہوا حوصلہ رقم کا

ہے قصد جمالِ جاودانی
بیزار ہون تجہ سے حسنِ فانی

زمام انقیاد بدست آمال و امانی چه دهی۔
و پشت اعتماد برین مزخرف فانی چه نهی
دل از همه برکن۔ و در خدائے بند۔ و از همه
بگسل و با خدائے پیوند اوست که همیشه
بوده۔ و همیشه باشد۔ و چهره که بقایش را
خار هیچ حادثه نخراشد۔

رباعی

هر صورت دلکش که ترا روی نمود — خواهد فلکش زود ز چشم تو ربود
رو دل بکسی ده که در اطوار وجود — بوده است همیشه با تو و خواهد بود

رباعی

رفت آنکه بقبلهٔ بتان رو آرم — حرف غم شان بلوح دل بنگارم
آهنگ جمال جاودانی دارم — حسنیکه نه جاودان از و بیزارم

خونین جگرون کا یار دلبر | بولا اک صبحدم یہ آ کر

تجھسے ہوئی جانِ حق ہماری | دلبر ہے اُسی کا بوجھ بھاری

شرما تو بھی خطا پر اپنی | نازان ہی تو اِس ادا پر اپنی

تجھہ پر تو رہے نگاہ میری | اغیار پہ ہو نگاہ تیری

ہم عشق مین اپنی عمر کھوئین | اور وصل مین جانسے ہاتھہ دہوئین

آنکھون مین خیال اسکا ہے بھر | عالم کے جمال سے ہے بہتر

تجلّی چوتھی

خلّاق جہان کے جو سوا ہے | بس اسکو زوال ہی فنا ہے

اعیان مین ہی حقیقت اُسکی معلوم | خارج مین وجود اس کا معدوم

اعیان مین ہی صورت اُسکی مفہوم | عالم مین خیال کے ہی موہوم

کل اسکا نمود تھا نہ تھی بود | ہی آج نمود غیر موجود

اِس بود و نمود سے ہے پیدا | کل دیکھئے اِس سے کیا کھُلیگا

رباعی

آمد سحران دلبر خونین جگران　گفت ای ز تو بر خاطر من بار گران
شرمت بادا که من بسویت نگران　باشم تو نہی چشم بسوی دگران

رباعی

ماییم براہ عشق پویان ہمہ عمر　وصل تو بجد و جہد جویان ہمہ عمر
یکچشم زدن خیال تو پیش نظر　بہتر که جمال خوبرویان ہمہ عمر

لائحہ چہارم

ما سوا حق عزّ و علا در معرض زوال است و فنا حقیقتش معلومیست معدوم - و صورتش موجودیست موہوم - دیروز نه بود و داشت و نه نمود و امروز نمود لیست بے بود - و پیداست که فردا از وے چه خواهد گشود

ایدل کبتک رہیگا طالب ہے ذوق کمال تجھپہ غالب

گیا تجکو ملے گا مدرسہ مین حکمت ورا اصول و ہندسہ مین

جس فکر مین ہو نہ ذکر باری وسواس کی فکر ہے وہ ساری

بچنا وسواس کی بلا سے کچھ تو شرما ذرا خدا سے

تجلی تیسری

وہ حق سبحانہٗ تعالیٰ سب جا موجود رہنے والا

سب کے باطن ہون یا ہون ظاہر اِن پر سب حال مین ہے ناظر

صد حیف تو اسمین پائے نقصان پہر جائے تو جائے تیرا ایمان

مُنہ پہیر کے یار کے لقا سے آنکھ اپنی لڑائے ماسوا سے

اور اسکی رہِ رضا کو چہوڑے مُنہ اور ہی سمت اپنا موڑے

بہٹکے جو تو راہ چلتے چلتے
رہجائے گا ہاتہ ملتے ملتے

رباعی

اے دل طلب کمال در مدرسہ چند
تکمیل اصول و حکمت و ہندسہ چند
ہر فکر کہ جز ذکر خدا وسوسہ است
شرمے ز خدا بدار ازین وسوسہ چند

لائحہ سوم

حضرت حق سبحانہ تعالی ہمہ جا حاضر است و در ہمہ حال بظاہر و باطن ناظر است زہے خسارت کہ تو دیدہ از لقائے او برداشتہ سوئے دیگر نگری و طریق رضائے او بگذاشتہ راہ دیگر سپری

تیرا دنیا مین لگ گیا دل
اسباب جہان جہان ہے
ہی تفرقہ دل کا سب سے حاصل

اِسمین ہین طرح طرح کی مشکل
دل کو آسودگی کہان ہے
تب چھوڑ کے دیدی ایک کو دل

جبتک اِس تفرقہ مین تو ہے
مذہب ہی اہل جمع کا ہے
انسان انسان ہنین کہینگے
نادانی سے اپنی ہے تو جاہل

وسواس کی تیرے مین بو ہے
انسا نمین سب سے تو بڑا ہے
نسنا سونمین تجھے گنینگے
نسناسی سے ہے اپنی غافل

ایسا لگے دِہ بنا نہ باتین
جز راہِ خدا گذر نہ کرنا
اسباب جہان سے یا نہ فرقت

گمراہی کی ہین سب یہ گہاتین
اِس راہ سے در گذر نکرنا
ساری ہے یہ تفرقہ کی عِلّت

جمع اسباب مین تو تُو ہے
جمعیتِ دل کی جستجو ہے

رباعی

ای درد دل تو هزار مشکل ز همه
مشکل شود آسوده ترا دل ز همه
چون تفرقهٔ دلست حاصل ز همه
دل را بیکی سپار و بگسل ز همه

رباعی

مادام که در تفرقهٔ وسواسی
در مذهب اهل جمع شرّ الناسی
والله تو نه ناس ولی نسناسی
نسناسی خود ز جهل نشناسی

رباعی

ای سالک ره سخن ز هر باب مگوی
جز راه وصولِ ربِّ ارباب مپوی
چون علّتِ تفرقه است اسبابِ جهان
جمعیتِ دل ز جمع اسباب مجوی

قبلہ ہی بتون کی سمت تیرا
کیا کیا دل مین ترے ہوس ہے

ہی مغز کا پوست تیرا پردا
اک دل ہی تو ایک یار بس ہے

تجلّی دوسری

سمجھو تم تفرقہ کا معنیٰ
جمعیت کا یہ معنیٰ جا نو

دلکو ہر جائی ہے بنانا
سب پر بس ایک ہی نظر ہو

بعضون کا یہان گمان ہی یہ
جو سمجھے ہین جمع کا یہ معنی

جمع اسباب دنیوی ہے
اسباب جہان کا جمع کرنا

بس تفرقہ ابد مین ہین وہ
اور جس نے یقین سے یہ جانا

گمراہ ہین راہ بد مین ہین وہ
اس جمع کو صدق ہی سے مانا

یعنی اسباب دار دنیا
تو اپنی لگا کے اپنے رب سے

بے شبہہ سبب ہی تفرقہ کا
دہو بیٹھے ہین اپنے ہاتہہ سب سے

رباعی

ای آنکہ بقبلۂ بتان دوست ترا	بر مغز چرا حجاب شد پوست ترا
دل در پی این و آن نہ نیکوست ترا	یک دل داری بس است یک دوست ترا

لائحۂ دوم

تفرقہ عبارت از آنست کہ دل را بواسطۂ تعلق بامور متعدده پراگندہ سازی۔ و جمعیت آنکہ از ہمہ بمشاہدۂ واحد پردازی۔ جمعے گمان بردند کہ جمعیت در جمع اسباب است در تفرقۂ ابد ماندند۔ و فرقۂ بیقین دانستند کہ جمع اسباب از اسباب تفرقہ است دست از ہمہ افشاندند۔

ہے عالمِ فقر لامکانی — بہتر اِس جا ہے بے نشانی
کچھ اور ہے عشق کی کہانی — لازم اِس مین ہے بے زبانی
نااہل سے راز کیا کہون مین — بہتر ہے جو ترجمان بنون مین

مقبل روشن دل و خرد مند — مین نے موتی پرو لیے چند
جسکا نامہ ہوا بیان ہے — یہ شرح اُسی کی ترجمان ہے
اس ہیچمدان کا معتقد سے — شاہِ ہمہ دان کو تحفہ بہیجے

تجلی پہلی

دنیا مین خدا نے آدمی کو — اک سینہ مین دل نہین دئے دو
جو نعمتِ حق تجھے عطا ہے — اور ایک ہی دل تجھے دیا ہے
تا عشق مین اُسکے ہوکے یکرو — دلکو رکھے تو اپنے یکسو
منھ پہیر کے اپنا ماسوا سے — اور رکھے لگی ہوئی خدا سے
کرنا ایسا نہ تو خدارا — اِس ایک ہی دل کو پارا پارا

رباعی

در عالم فقر بے نشانی اولیٰ — در قصہ عشق بے زبانی اولیٰ
زان کس کہ نہ اہل ذوق و اسرار بود — گفتن بطریق ترجمانی اولیٰ

رباعی

گفتم گہری چند چو روشن خردان — در ترجمۂ حدیث عالی سندان
باشد ز من ہیچمدان معتمدان — این تحفہ رسانند بہ شاہ ہمہ دان

لائحہ اول

مَا جَعَلَ اللّٰہُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِہٖ پ ۲۱ ع ۱

حضرت بیچون کہ ترا نعمت دادہ است در درون تو
جز یک دل ننہادہ است تا در محبت او یکرو باشی و
یکدل. و از غیر او معرض و بر و مقبل نہ آنکہ یکدل را بصد
پارہ کنی۔ و ہر پارہ را در پے مقصدے آوارہ کنی

ہے شرح معارف و معانی / اسرار ہین اِس مین سب نہانی

ارباب شہود و اہلِ عرفان / اصحاب مذاق و اہلِ وجدان

یہ لوگ ہین صوفیانِ کامل / علم باطن تھا اِن کو حاصل

اسرار بھرے ہین سینے اُنکے / گنجِ عرفان سفینے اِنکے

روشن اُن پر جو کچھ ہوا ہے / مین نے ظاہر اُسے کیا ہے

لایق فایق عبارتون مین / پاکیزہ و صاف اشارتون مین

کاتب کو حروف کے نہ دیکھو / اور اُسکے بیان سے منھ نہ پھیرو

اور کیجے نہ اعتراض اسپر / عارف کو ہے اعتراف جسپر

گویا وہ ہین لفظ مین زبان ہون / صرف اُنکے بیان کا ترجمان ہون

سچ پوچھو تو ہین وہی سخندان / یان صرف ہے شیوۂ سخن ران

مین ہیچ ہون ہیچ سے بھی کمتر / ہے ہیچ کا ہیچ کام اکثر

اسرار خدا جو کھولتا ہون / عارف ہی کے قول بولتا ہون

معارف و معانی که بر الواح اسرار ارواح
ارباب عرفان و اصحاب ذوق و وجدان
لائح گشته بعبارات لائقه و اشارات
رائقه متوقع که وجود مقدمۂ این بیان
را نه بینند۔
و بر بساط اعراض و سماط اعتراض
نه نشینند۔ چه او را درین گفتگو نصیبے جز
منصب ترجمانی نیست۔ و بہرۂ غیر از
شیوۂ سخن رانی نے۔

رباعی

من هیچم و کم ز هیچ هم بسیارے
از هیچ و کم از هیچ نیاید کارے
هر سر که ز اسرار حقیقت گویم
زانم نبود بهره بجز گفتارے

بیخود اپنے سے آپ ہو کر | یون راہ تری خودی کو کھو کر

سبکو بدخو مرا بنا کر | سب سے یکسو مرے خدا کر
ہر سمت سے پھیر دل کو میرے | سب کے دل ہاتھ مین ہین تیرے
اپنی الفت مین مجھکو یکسر | یکسو یکرو و یک جہت کر

حرمان سے ہمین بچا ہی دیتا | کوئے عرفان دکھا ہی دیتا
جو گبر تھے کافرون مین شیطان | تو نے سبکو کیا مسلمان
اک گبر جو رہ گیا ہے پنہان | اسکو بھی تو بخش دیتا ایمان

کونین سے بے نیاز کر دے | اور افسر فقر سر پہ دھر دے
کر راہ طلب مین مجکو محرم | اس راز سے رکھہ مجھے تو ہمدم
تجھ تک جو راستہ نہ ہووے | اس راہ سے مجکو پھیر ہی دے

تمہید

یہ ایک رسالہ ہے لوائح | اسمین عرفان کے ہین نصائح

رباعی

یارب همه خلق را بمن بدخو کن
وز جمله جهانیان مرا یکسو کن
روی دل من صرف کن از هر جهتی
در عشق خودم یکجهت و یکرو کن

رباعی

یارب برهانیم ز حرمان چه شود
راهی دهیم بکوی عرفان چه شود
بس گبر که از کرم مسلمان کردی
یک گبر دگر کنی مسلمان چه شود

رباعی

یارب ز دو کون بی نیازم گردان
وز افسر فقر سرفرازم گردان
در راه طلب محرم رازم گردان
زان ره که نه سوی تست بازم گردان

تمهید

این رساله ایست

مسمی به لوائح در بیان

آنکھون سے اُٹھا حجابِ غفلت — روشن کر دیدۂ بصیرت

جو چیز ہو جیسی فی الحقیقت — ہمکو تو دکھا دے اُسکی صورت

جلوہ اس ہستی کا ہمپر — ہو جائے کہین نہ ہست بنکر

اپنی ہستی یہ نیستی کا — ہرگز ڈالے نہ رکھ تو پردا

ہین ساری یہ صورتین خیالی — مرآتِ تجلیِ جمالی

ان سے پائین تری حضوری — بنجائین کہین نہ وجہ دوری

یہ نقشے جو وہم کی ہے کنجی — دانش کی بنا ہماری پونجی

سارے یہ نقوش زنگ والے — اندھے پن کے نہین نہ آلے

تجہہ سے ہا مہجور اور محروم — ہم آپسے ہین ہوا یہ مفہوم

ہمکو ہمسے رہا تو کر دے — اور آپسے آشنا تو کر دے

دل پاک دے اور جان آگہ — آہِ شب و گریۂ سحرگہ

اول مجھ سے مجھے بھلا دے — بیہوشی مین اپنی رہ دکھا دے

غشاوۂ غفلت از بصر بصیرت ما بکشائے و ہر چیزے را چنانکہ ہست بما بنمائے نیستی را در صورت ہستی برما جلوہ مدہ واز نیستی بر جمال ہستی خود پردہ منہ۔ این صور خیالی را آئینۂ تجلیات حسن جمال خود کن۔ نہ علت حجاب و دوری واین نقوش وہمی را سرمایۂ دانائی و بینائی ما گردان۔ نہ آلت جہالت و کوری ما محرومی ومہجوری ما ہم از ماست۔ ما را با ما مگذار و ما را از ما رہائی کرامت کن۔ وبا خود آشنائی ارزانی دار

رباعی

یارب دلِ پاک وجانِ آگاہم دہ
آہ شب وگریۂ سحرگاہم دہ

در راہِ خود اول ز خودم بیخود کن
انگہ بیخود ز خود بخود راہم دہ

ناچیز ہون کس شمار مین ہون　　جسکے گھٹونکا ساتھ بھی دون

ہمسے دور اُسکا قافلہ ہے　　اور پست ہمارا حوصلہ ہے

اِس قافلہ تک ہوس ہی پہونچے　　اسجا بانگ جرس ہی پہونچے

یارب جو حبیب ہین محمدؐ　　پہونچا اُن پر درود بیحد

صلوات خدا اُسے بجا ہے　　وہ حمد کا صاحب لوا ہے

جسکو ہے عطا مقام محمود　　اُمت کی شفاعت اس سے مقصود

آل و اصحاب ہین جو فائز　　اِن پر بھی درود حق ہے جائز

اللہ و رسول کے ہین پیارے　　ہم عاصیونکے یہ ہین سہارے

جد و جہد اور دقتون سے　　پایا مقصود محنتون سے

بھیجہ اُنپر سلام پہونچا　　ہر دم ہر صبح و شام پہونچا

دنیا سب کھیل ہے تماشا　　اُس سے ہمکو بچا خدایا

اس لہو و لعب سے تو بچا دے　　اشیاء کی حقیقتین دکھا دے

رباعی

من کیستم اندر چہ شمارم چہ کسیم	تا ہمسری سگانش باشد ہوسم
در قافلہ کہ اوست دانم نرسم	این بس کہ رسد ز دور بانگ جرسم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَاصِبِ لِوَآءِ الْحَمْدِ وَصَاحِبِ الْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الْفَائِزِیْنَ بِبَذْلِ الْمَجْهُوْدِ وَنَیْلِ الْمَقْصُوْدِ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا ۵ اَللّٰھُمَّ اِلٰھِیْ اِلٰھِیْ خَلِّصْنَا عَنِ الْاِشْتِغَالِ بِالْمَلَاهِیْ وَاَرِنَا حَقَائِقَ الْاَشْیَاءِ کَمَا هِیَ

ہے کون جو ہو ترا ثنا گو | بے دست و زبان ہے کیا وہ
منہ کیا جو کرے تری ستایش | تیری ہے جہان جہان نیایش
گوہر تیرا تری ثنا ہے | تو نے ہی اسے پرو لیا ہے
جس جا ہے کمالِ کبریائی | اس بحر کا نم ہے یہ خدائی
ہم میں کب قدرتِ ثنا ہے | خود حمد تری تجھے بجا ہے
ملکِ عرب و عجم میں ہر جا | بجتا تھا زبانکا جسکی ڈنکا
ایسے افصح کا یہ بیان ہو | پہنچا جسکا یہان نشان ہو
عاجز ہو جہان فصاحت آرا | اسجا ہی زبانکو کس کی یارا
ٹوٹی پھوٹی زبان والے | بھٹکے بھٹکے بیان والے
ایسی حالت ہو جب ہماری | کس منہ سے کرین ثناے باری
اظہار خطا یہان خطا ہے | شرکت سہو سے نا روا ہے
اب عذر گنہ قصور ہی یان | شرکت بھی ادب سے دور ہے یان

از دست و زبانِ ما چہ آید کہ سپاس و ستایش تو گوئیم و ثنائے تو چنانکہ خود گفتۂ و گوہر ثنائے تو آنست کہ خود سفتۂ

رباعی

آنجا کہ کمال کبریائی تو بود | عالم نمی از بحر عطائی تو بود
ما را چہ حدِ حمد و ثنائے تو بود | خود حمد و ثنائے تو سزائی تو بود

جائیکہ زبان آورِ "انا افصح العرب والعجم" علم فصاحت انداختہ و خود را در اداء ثنائے تو عاجز شناختہ ہر شکستہ زبانی را چہ امکان زبان کشائی۔ و ہر آشفتہ رائے را چہ یارائے سخن آرائی۔ بلکہ اینجا اظہارِ اعتراف بعجز و قصور عین قصور است۔ و زبان بہر دل دنیا و دین و درین معنی مشارکت جستن از حسن ادب دور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یارب بیحد ثنا ہے تیری — گننے کی نہین مجال میری
امکانِ ثنا نہین ہی مجکو — سب حمد پہونچ رہی ہی تجکو
تو نے جو حمد اپنی کی ہے — حق یہ ہی کہ حمد بس یہی ہے
کمتر حمد و ثنا ہے میری — ذیشان ہی بارگاہ تیری

یارب قاصر زبان ہی میری — کسطرح کریگی حمد باری
کب تیری سپاس کے ہی قابل — خود اپنے ہی عجز کی ہی قائل
صفحاتِ جہا مین جنبشِ توصیف — ہی عظمتِ کبریا کی تعریف
حاجت کسکی ہو سب خدائی — ہی تیری ہی شان کبریائی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰهی لا احصی ثناءً علیک کیف
وکل ثناءٍ یعود الیک
جلّ عزّ ثنائی جناب
قدسک انت کما اثنیت
علی نفسک

خداوندا سپاس تو بزبان نمی آریم و ستایش تو
بر تو نمی شماریم هرچه در صفحات کائنات از جنس اثنیه
و محامد است همه بجناب عظمت کبریائی تو عاید است

یهدی الله لنوره من یشاء
حق
حق
حق
لوائح جامی
تجلیات دل
مطبع نامی قاسم پریس میں طبع ہوئی
حیدرآباد دکن
۱۳۳۱ھ

ہوں یا نہوں شعر شاعرانہ — پر دل مین ہے ذوق عاشقانہ

اس مین کچھہ نقص و عیب اگر ہو — امید کہ اس سے درگذر ہو

آئے جو پسند بات میری — انعام ہے کہ ہو نجات میری

پہلی ہے گرہ جلوس شہ کی — تالیف ہے یادگار یہہ بھی

مدح شہ اس کی مشتمل ہے — نام اسکا تجلیات دل ہے

منظوم اک شرح بھی ہے اسکی — ہے بحر مین من لگن کی دو بھی

یہہ گل ہے تو وہ چمن ہے اسکا
تمخانہ دل مین مسکن ہے اسکا

۱۳۳۱

تاثیر بنائی کا ملون کی — بو تک بھی آئی ان گلونکی

کیا کر سکے خاک بو کی تمیز — جو اصل مین انہی خود ہو ناچیز

اوروں کو ہوا ہے یوں سی اظہار — گویا ہون مین خاک کوئی عطار

احباب نے کر کے مجھکو مجبور — یہہ کہکے وہی اک کتاب مشہور

جامی کی کتاب ہے لوائح — لکھو اردو مین یہہ نصائح

کرتا تھا مین سیر مین لگن کی — اوس وقت اسی سی دل لگی تھی

اس بحر مین لکھا مثنوی کو — وزن اسکا پسند آیا جی کو

منظوم کئے ہین صرف معنی — موزون کرنے کو سہل جانا

آسان سمجھا تھا ابتدا مین — مشکل ہوئی چلکے انتہا مین

اصلا نہی آشنا طبیعت — اور بحر مین پائی کچھ نہ وسعت

فطرت تو ہے جزو کل مین سب جا — قطرہ کو بھی بحر کا ہے دعوا

جرات نے اٹھا لیا قلم کو — ہمت نے بڑھا دیا قدم کو

شہ پر اللہ کی عنایت دستور پہ شاہ کی عنایت
آباد دکن کے ہوں راضی اور شاہ دکن ہوں انسے راضی

سبب تالیف کتاب

انسان کو شغل لازمی ہے جو کام کرے وہ آدمی ہے
ملتی ہے کبھی مجھے جو فرصت آجاتی ہے نظم پر طبیعت
تھوڑا تھوڑا ہر ایک ہے کام آہستہ سے پا رہا ہے انجام
مقصود نہ طبع آزمائی منظور نہ عقل کی رسائی
اللہ والوں سے تھی محبت پینتیس برس کی انکی خدمت
پارس تو ملا بنا نہ سونا پتھر قسمت ہی میں تھا ہونا
دریا میں رہا تو سنگ آسا قطرہ نہ ملا رہا پیاسا
صحبت میں خدا نے دی ہے تاثیر گر خاک بھی ہو بنے وہ اکسیر
کی میں نے بہت سی خاکساری چھانی اس فن میں خاک ساری

روشن ہے چمن سے باغبانی ظاہر ہے نباہے حسن بانی

اسوقت دکن کے ہیں جو دیوان نام انکا ہے یوسف علی خان

چندپہ ہے یہہ شہ نے کہکے بالا دیوان کے گہر کا ہے اجالا

لکھہ پڑھ کے ہوئے علوم مین طاق شہرت ہوئی بر زبان آفاق

دبستہ کے ہوئے یہہ حکم بردار پایا جنگی خطاب سالار

اس سن مین بسر انکے آئی خدمت جس سن مین تہے جد نے پائی خدمت

آئی اسی گہر مین گہر کی دولت جاگی پہر خاندان کی قسمت

علم و ہنر و فن و لیاقت اصل و نسل و شرف ذکاوت

اللہ کی عطا ہے خیریت سے موصوف کیا ہے ہر صفت سے

رہتے ہین حلیم پس اور شامل ذی تجربہ و ذکی و عاقل

یوسف کا دکن مین شکے چرچا دیوانی نبی ہے خود زلیخا

شہ فضل سے اپنے در نگدر رہین یہہ عدل سے اپنے در نگذرین

فرمان شہی قلم ہے جسکا | احکام شہی رقم ہے جسکا
شہ کی فرمانبری سی ہے کام | دستور عمل اُسی کا ہے نام
دستور کا دست اور خامہ | ہے شاہ کی آستین جامہ
جنبش مین گر آئے دست سالار | ہو شاہ کی آستین بھی جنبان
ثالث آصف کہ تھے جو دیوان | اول سالار جنگ ذیشان
راضی جس سے تھی دونون سرکار | دربار تھے جس سے دونون دربار
رکھا قانون کا ایسا دستور | مختار کے آگے سب تھے مجبور
قانون کا طلسم انہین سے نکلا | اور نظم دکن انہین سے نکلا
مشہور جہان ہے جسکی توصیف | تاریخ دکن ہے پُر ز تعریف
خدمت کی ہر ایک کو جزا دی | غفلت کی ہر ایک کو سزا دی
روشن کیا جسنے علم و فن کو | ذی علم سے بھر لیا دکن کو
کچھ میری غلط نہین ہے یہ بات | حاضر ہین دکن مین چند حضرات

یارب ہے یہہ چراغ روشن
جب تک خورشید ضوفگن ہے

دل بھی شاہ دکن کے حق مین
مصروف دعا بجان و تن ہے

در وصف نواب مستطاب معلی القاب عالیجناب
میر یوسف علیخان بہادر سالار جنگ وزیر اعظم دکن دام اقبالہ

خامہ کی ہے دو زبان کا دستور
مدح سلطان و وصف دستور

اللہ کے بعد ظل سبحان
اور شاہ کے بعد شہ کی دیوان

دنیا مین بھی ہین دو وسیلے
مخلوق کی پرورش کے حیلے

دستور ہے دل تو جان ہے شہ
جسم و اعضا ہین خلق اللہ

مخلوق سے ہے ادہر وہ شامل
اور شاہ سے بھی ادہر ہے واصل

دستور کو خدمت قلمدان
گویا ہے نصیب گنج قرآن

تاج و تختِ تہی کا مالک　　سلطانِ خجستہ فرِ دکن ہے
ادنے اعلے گدا تو انگر　　سب کے لب پر یہی سخن ہے
اے تخت نشین تمہیں مبارک　　مذکور یہی دہن دہن ہے
سب کا ہے دعا میں ایک مقصد　　یکدل ہر شیخ و برہمن ہے
کعبہ و کنشت اور کلیسا　　سب جا یہ دعا یہی سخن ہے
جب تک اس کشورِ جہاں میں　　نقد مہ و مہر کا چلن ہے
رفعت پہ فلک فلک پہ اختر　　اختر جب تک ضیا فگن ہے
دریا میں صدف صدف میں گوہر　　جبتک گوہر ہے اور عدن ہے
جبتک نیسان سے ہر صدف کا　　موتی سے بھرا ہوا دہن ہے
جبتک سبزہ ہرا بھرا ہے　　جبتک گلزار پر پھبن ہے
جبتک ہے نوائے عندلیبان　　جبتک گل سرخ پیرہن ہے
سرسبز رہے یہ باغ آصف　　جبتک گل و بلبل و چمن ہے

پھولا نہیں آج دل سماتا کیون جسم پہ تنگ پیرہن ہے
واعظ بھی ہوا تو گل کھلایا جنت کدۂ شہ دکن ہے
غنچون کو دیا صبا نے مژدہ پھولا گل عیش سے چمن ہے
کلیان چٹخی ہین سب چمن مین خندان اک ایک کا دہن ہے
شاخون پہ چہک رہی ہین بلبل سوسن کی زبان پہ یہ سخن ہے
وہ مہر سپہر شہریاری جلوہ افروز انجمن ہے
ہر گل ہے جسکی عطر بیزی نکہت جسکی چمن چمن ہے
جس گل کی شمیم مشکباری نزہت مین خطا ختن ہے
ماہ و خورشید و ہفت کشور جسکے بازو کا نورتن ہے
باذل عادل سخی دلاور سلطان زمان شہ زمن ہے
وہ کون؟ شہ نظام آصف ظل سبحان ذو المنن ہے
چارون اصحاب سایہ گستر ہر دم تائید پنجتن ہے

یہہ سال جلوس ہے جو بھلا -
سنئے پہلے مرا قصیدہ

قصیدہ

کس گل کی مہک چمن چمن ہے ۔ کس نافہ کی بو ختن ختن ہے
کس مست کی ناک میں ہے نرگس ۔ پھولی کیون آج یاسمن ہے
کس غیرت گل کی آرزو مین ۔ لالہ نسرین و نسترن ہے
بلبل ہے ترانہ سنج کس کا ۔ طوطی کیون آج نغمہ زن ہے
یاقوت بھی سرخرو ہی کس سے ۔ کس دُر کی ضیا عدن عدن ہے
سو جان سے فدا ہے کسپہ مرجان ۔ کس لعل کی ضو یمن یمن ہے
کس کا ہے زبان زبان ترانہ ۔ نغمہ سنجی دہن دہن ہے
یہہ کسکی ہے جابجا منادی ۔ کسکی شہرت وطن وطن ہے
عشرت عشرت کی دہوم گہر گہر ۔ نغمہ نغمہ دہن دہن ہے

غم گین کے غمگسار ہین وہ — پُر درد کے سوگوار ہین وہ
آباد اپنے دکن کو رکھا — شاداب اپنے چمن کو رکھنا
ڈالا جس پر چیرن کا سایا — چاہا جیسا اُسے بنایا
فقرا ہین رئیس کے دعاگو — اُمرائے دکن ہین سب ثناگو
تھا پانچ برس کا میمنت سن — اور علم کی ابتدا کے تھے دن
جب سے مجھے ہے اُنکی غلامی — کاٹے ستّرہ برس تمامی
اُس وقت سے مجھپہ ہے عنایت — بیحد سرکار کی ہے شفقت
قسمت مین جسقدر تھا لکھا — شہزادہ نکال رہا ہے صدقا
اس سے بڑھکر نہین ہوس ہے — وہ مجھپہ مہربان ہین بس ہے
کس منھ سے شکر یہ ادا ہو — بہتر ہے کہ مین رہون دعاگو
گذرا اک سال خیر بیت سے — ہین تخت نشین وہ تمکنت سے
یہ پہلی گرہ پڑی ہے جسکی — تالیف ہے یادگار اسکی

بندگانِ عالی شعار مد ظلہ العالی

قصیدہ

در مدح قدر قدرت سکندر شوکت دارا حشمت فریدون فر خداوند نعمت اعلیٰحضرت نواب میر عثمان علی خان بہادر آصف سابع نظام دکن جی سی ایس آئی حضور پر نور

ہم اُنپہ فدا بہ جان و تن ہین
جو ساتوین آصفِ دکن ہین

عثمان علی ہین جنکے حامی
عثمان علی ہے نام نامی

اللہ رکھے اُن کو تا قیامت
سر پر مخلوق کے سلامت

راضی اُن سے ہے سب رعایا
کیا اپنا اور کیا پرایا

قربان کرتا ہے کوئی سر کو
کرتا ہے نثار کوئی زر کو

گھر اور عیال سے ہے حاضر
جان و زر و مال سب ہے حاضر

ہر ایک کو مل رہی ہے عزت
اک ایک کو دیتے ہین خدمت

در وصف حضرت استادی جناب سید خلیل صاحب ہروی قدس سرہ العزیز

برسون رہا گرچہ فیض استاد | پر حرف الف ہی رہگیا یاد

حاجی سید خلیل ہروی | اولاد علیؑ و آل نبویؐ

علم فقہ و حدیث و تفسیر | اور شرع محمدؐ ہی تھی جاگیر

اور علم تصوف و حقیقت | اُنکے گھر کی تھی خاص دولت

تھی اپنے ہی جد سے بہرہ مندی | تھا سلسلہ اِنکا نقشبندی

جد ہین جن کے حسینی سادات | تھے صاحب کشف و کرامات

ہے گلشن راز جنکی تصنیف | مشہور جہان ہے جسکی توصیف

بیعت کا مزہ مجھے چکھایا | رستہ اللہ کا بتایا

دل مین روشن کیا ہے ایمان | کافر کو بنا دیا مسلمان

یا رب دے انکو جنت کی آیات | یہہ آل نبی ہین بھیج صلوات

وہ گفت و شنید کیا سناؤن
ہین قابل دید کیا بتاؤن

دل۔ دم۔ دیدہ و نکا کہیل ہے یان
ہو حق کا ہی دم سے میل ہے یان

دل کو تار نفس سے ہے میل
دو دیدہ و نکی تتیونکا ہے کہیل

وہ نور جو ان مین جلوہ گر ہے
اللہ کے نور کی نظر ہے

اس نور کا جان و دل مین ہے جوش
ہر سمت سے ہے صدا کہ خاموش

اِن کو ملی باپ سے خلافت | یارب دونون ہین سلامت

دو پہول ہین صابری چمن کے | لب ہین خاموش کے دہن کے

وہ نور ہین اور یہہ نور کی ضو | وہ مہر یہہ مہر کے ہین پرتو

اسرار بھرے ہین سینے انکے | گنج عرفان سفینے انکے

رخ سے مے معرفت برستی | آنکھون سے ٹپک رہی ہے مستی

وہ جس پہ نظر اٹھا کے دیکھین | مخمور اسکو بنا کے چھوڑین

کوئی دل اسپہ لگا کے دیکھے | کچہہ شک ہو جسے وہ آ کے دیکھے

پابندِ شریعت - محمد | رہبرو بطریقتِ - محمد

اور خلق محمدی کے عامل | عرفان کے حقیقتون کے کامل

چشتی اور قادری گہرانا | اور چشت مین صابری گہرانا

ہے دونون طریق کی اجازت | حافظ سے ملی دکن کی خدمت

عرفان کا ہے باب صورت انکی | سائل کا جواب صورت انکی

در وصف حضرت شاہ خاموش چشتی صابری نور اللہ مرقدہ و حضرت محمد شاہ ہاشم حسینی و پیر اصغر حسینی چشتی صابری عمّ فیوضہما

بندہ ہے وہی یہ ہم نے جانا — جس نے آقا کو اپنے مانا

مجھکو ہے عقیدت تمامی — دولشرت ہے جسکی ہے غلامی

نام پاک اُنکا شاہ خاموش — خمخانۂ صابری کے مےنوش

گر اُن کا سخن کوئی سنا ہو — غوغائی خموشی ہی سنا ہو

خاموش کا جا بجا ہے چرچا — اور ہند میں مچ رہا ہے ڈنکا

حضرت کے ہیں جانشین باکرام — سید ہاشم حسینی ہے نام

ہیں صاحب ذوق و ذی کرامت — خاموش نے دی انہیں خلافت

صاحبزادے ہیں اُنکے اصغر — ہیں اپنے طریق میں وہ رہبر

پیر اصغر ہے نام جن کا — ادنیٰ سگ آستاں ہوں انکا

جیسا جو کرے وہ ویسا پائے
جو جمع کیا وہی اٹھائے

اللہ کو عاجزی ہے مرغوب
اسکو تو ہے التجا ہی مطلوب

در کو کہا - دار کو سنانے
اس فر کو اہل رفر جانے

میں کون ہوں میری کیا حقیقت
بس مجھکو نبی کی یہہ وصیت

بندہ ہوں گناہ گار تیرا
کر خیر سے خاتمہ تو میرا

تو فضل کر اپنا میں ہوں عاصی
تو عدل سے اپنے دے خلاصی

جتنے ہیں میرے عمل کے دفتر
خط عفو کا کھینچ ان پہ یکسر

تو میری خطا سے درگذر کر
تو اپنی عطا پہ ہی نظر کر

تیری تو شکستہ دل ہی منزل
سب سے ہے شکستہ تر میرا دل

مجھ سے نہ کسی کو مانگتا ہوں
میں تجھ سے تجھی کو مانگتا ہوں

تو خود ہو اگر میسر ہی کمائی
دنیا ہے میسر ہی میری خدائی

پایا جو حرم نے قید خانہ　　عاصی امت کا تھا چھڑانا

مشکلیں کسو الین بی ہون نے　　دی ہکو خلاصی قیدیون نے

جو کچھ کرنا تھا کر گئے وہ　　امت کے لئے گذر گئے وہ

سب کچھ تھا نور کی بدولت　　امت کے لئے سہی مصیبت

یارب اس نور کی قسم ہے　　اور اسکے ظہور کی قسم ہے

اس نور محمدی کا صدقہ　　پیاری آل نبی کا صدقہ

تو راضی ہے اُنکی جو رضا ہو　　کرتا ہے نبی نے جو کہا ہو

رکھتے پر ایسی کچھ وہ قدرت　　صاحبزادون کو کی وصیت

اعمال سے در گذر نہ کرنا　　رشتہ پہ مرے نظر نہ کرنا

رشتے ہین اگرچہ ہو نبی کے　　وان ساتھ نہین کوئی کسی کے

ہان ساتھ فقط عمل رہینگے　　اچھے ہون تو بہ محل رہینگے

فرمان خدا ہے فرض سب پہ　　بندے اعلےٰ ہون یا ہون کمتر

تکلیف ہی تن کی جانکو سہنا
غم خواری مین ہم ہے رہنا

امت کو نباہ ہے نبی سے
جیسی ہے نباہ تن کی جی سے

جسوقت نبی جہان سے اُٹھے
محضر لیکر یہان سے اُٹھے

امت کو بچانیکا تھا وعدہ
جنت دلوانیکا تھا وعدہ

محشر مین کہیگا جب یہہ محضر
دُہل جائینگے عاصیونکے دفتر

نفسی نفسی وہان کہینگے
اپنی اپنی مین سب رہینگے

فرمائینگے صاحب شفاعت
جوشِ رحمت سے امت امت

بیچارون پہ رحم کہائینگے وہ
ایک ایک کو بخشوائینگے وہ

امت پہ فدا کیئے نواسے
مارے گئے کیسے ہوکے پیاسے

اللہ کی رہ مین ہوکے قربان
کردی امت کی مشکل آسان

زینب نے دی اپنے سر کی چادر
اور نذر کیا سرِ برادر

سجادنے کی قبول زنجیر
امت کی رہائی کی تھی تدبیر

یونس کو ماہی سے نکالا — برسون جس کے شکم مین پالا
ایوب کو دی نجات غم سے — اور نوح کو بحر کے ستم سے
اس نور کی بس یہی ہے عادت — ہم عاصیون کی کرے شفاعت
آفت سے ہر ایک کو بچا لے — محنت سے ہر ایک کو چھڑا لے
بخشش کا خدا سے کام لینا — گرتا ہو کوئی تو تھام لینا
بڑھکر اب اس سے کیا ہو تسکین — دنیا کیساتھ جب ملے دین
دنیا تن اور دین جان ہے — دونون مین جدائی پھر کہان ہے
امت جسم محمدی ہے — اس جسم کی جان خود نبی ہے
تن جان پہ جان سے فدا ہے — کچھ جان سے تن نہین جدا ہے
اس تن کو ہے جان سے محبت — سو جان کو بھی ہے تن سے الفت
پوشیدہ نہین ہے جان سے تن — جان پہ تن، جان ہے تن پہ روشن
دونون اک ایک کے ہین محرم — تن جان سے جان تن سے ہمدم

بندونکو خدا نے دی ہی تمثیل
اس نور کی جیسی شمع و قندیل

سب شئی کا علیم وہ خدا ہے
دانا بینا ہے جانتا ہے -

نا اہل کو راز کا سُنانا
اندھے کو چراغ ہے دکھانا

مصباح ہے جان دل ہے قندیل
اور طاقچہ تن ہے اسکی تمثیل

یہہ نور ہی عین ہے شفاعت
ہے ساری جہان پہ جسکہ رحمت

ہوتا نہ جہان مین نور پیدا
ہوتا نہ ظہور حق ہویدا

وہ نور محمدی جہان ہے
عالم روشن جہان جہان ہے

اس نور نبی ہی کی بدولت
نازل ہوئی انبیا پہ رحمت

دی آدم کو نجات اُسی نے
رکھ لی حوّا کی بات اُسی نے

یوسف کو قید سے نکالا
موسیٰ کو عدو کے گھر مین پالا

طوفان سے نوحؑ کو بچایا
یوسف کو باپ سے ملایا

سلگی جو خلیل کے لیئے نار
اس نار کو کر دیا ہے گلزار

تونے لاتقنطوا کہا ہے
بڑھکر امید اس سے کیا ہے

اُدعونی استجب لکم سے
ظاہر ہین نشان تیری کرم کے

بس ایک وسیلہ مین نے پایا
جو سورۂ نور مین ہے آیا

تو نور زمین و آسمان ہے
خود نور وجود ہر جہان ہے

جس نور کی دی ہے تونے تمثیل
اک طاق مین شیشہ کی ہے قندیل

اسمین ہے چراغ اک منور
تابان ہے فلک پہ جیسے اختر

لو اسمین لگی ہوئی ہے روشن
زیتون کا پہونچ رہا ہے روغن

وہ نخل مبارک ایسی جا ہے
شرق و غرب اسکی بھی سوا ہے

روغن اسکا ہے صاف ایسا
بالکل آتش سے ہے اچھوتا

ہرگز نہین اسکو آگ پائی
خود شعلہ کی ہے وہ زندگانی

جلتا ہے صفا پہ جسکی کافور
پاکیزگی اُسکی نور پر نور

وہ نور سے اپنے جسکو چاہے
سیدھا رستہ اسے بتائے

رحمت کا امیدوار ہون مین | تقصیر سے شرمسار ہون مین

ادنے بخشش تیری جہان ہے | تجھپر ہے عیان جو کچھ نہان ہے

کس منہ سے کہون کہ مین ہون عاصی | تو مجھکو گنہ سے دے خلاصی

جو بات نہ کہنے کی ہو قابل | مشکل مشکل ہے سخت مشکل

اب تجھسے مرا سوال کیا ہو | اس بات مین قیل و قال کیا ہو

بیحد رہی روسیاہی توبہ | توبہ توبہ الٰہی توبہ

تیرے فرمان بجا نہ لایا | وہ کام کیا جو جی مین آیا

کی یاد خدا نہ ذکر باری | کاٹی یون ہی اپنی عمر ساری

امید دون نے کیا کنارا | جز تیرے نہین کہین سہارا

بد ہون یا نیک ہون تو تیرا | تو ہے پروردگار میرا

جو نیک ہون پاس آئین تیرے | عاصی کس در پہ جائین تیرے

عاصی ترا کس کے پاس جائے | اس شکل سے کسکو منہہ دکھائے

مناجات

بدرگاہ قاضی الحاجات

یارب غفار ہے تو میرا — اور مین ہون گناہ گار تیرا
ہوتا نہ اگر کوئی گنہگار — کہتا پھر کون تجھکو غفار
بندون کے نہ عیب گر چھپاتا — ستار لقب کہان سے پاتا
آدم نے جنان مین جو خطا کی — دنیا اُس کے بدل عطا کی
کی اُسکی خطا سے چشم پوشی — گندم کو دکھا کے جو فروشی
بخشش کرنیکو جب تو آیا — ہم نے تجھے عاصیون مین پایا
بڑھ کر کوئی اس سے کیا سند لے — نیکی پائی بدی کے بدلے
رحمت تری بڑھ گئی غضب سے — بڑھکر ہے یہی امید سب سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد باری تعالیٰ عز اسمہٗ

حمد اُسکی بشر سے کب ادا ہو | الحمد اُسیکی جب ثنا ہو
اور نعت رسول کبریا کی | حق نے خود آپ ہی ادا کی
آل اور اصحاب نبیؐ کی | اللہ نے خود درود بھیجے
اُنکے ہیں جو تابعین کامل | اُنپر بھی سلام حق ہے نازل
حمد و نعت و سلام و صلوٰۃ | بندوں سے ہی بسکہ از محالات
مومن کو حکم حق ہے آیا | جب صلّوا علیہ سلموا کا
اس حکم کا امتثال ہے یان | ورنہ کسکی مجال ہے یان
یارب صلے علی محمدؐ | آل اور اصحاب پر بھی بھیجد

یہدی اللّٰہ لنورہ من یشاء

حق

حق

حق

لوایح جامی

تجلیاتِ دل

مطبع نامی قاسم پریس میں طبع ہوئی

حیدرآباد دکن

۱۳۳۱ھ